﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 13

جمعۃ المبارک 19/مئی 2006ء
21/ربیع الثانی 1427 ہجری قمری — 19/ہجرت 1385 ہجری شمسی

شمارہ 20

میرے سب سے نزدیک

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے نزدیک وہ شخص ہوگا جو ان میں سے مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا۔

(جامع ترمذی کتاب الصلوۃ باب فضل الصلوٰۃ علی النبی)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مشرق بعید کے ممالک کے دورہ کی مختصر جھلکیاں

اب وقت ہے کہ عورتیں ایک نئے عزم کے ساتھ جماعتی خدمت میں لگ جائیں۔اور یہ بغیر اللہ کے فضلوں کے نہیں ہوسکتا اس لئے اس کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے آپ کو اپنا شمار عابدات میں کروانا ہوگا۔

جب آپ عملی نمونہ دکھائیں گی، خلافت سے تعلق جوڑیں گی اور سب سے بڑھ کر عبادت گزار بنیں گی، مالی قربانی کرتی رہیں گی اور بچوں کو توجہ دلاتی رہیں گی تو آپ کی اولاد سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔ (جلسہ آسٹریلیا کے موقع پر مستورات سے خطاب)

اگر ہر مذہب کے لوگ خدا تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں بٹھالیں تو امن قائم ہوسکتا ہے۔ (تقریب عشائیہ میں خطاب)

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی بہت ضروری ہے۔ ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کس حد تک ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں۔

(جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے اختتامی خطاب میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکید)

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے جلسہ سالانہ میں پہلی بار حضرت خلیفۃ المسیح کی بابرکت شمولیت۔ حضور انور کے خطابات پہلی بار برِّ اعظم آسٹریلیا سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست تمام دنیا میں نشر کئے گئے۔ آسٹریلیا میں تاریخ احمدیت کے نئے سنگ میل۔

تعلیمی میڈلز کی تقسیم، انڈونیشین وفد سے ملاقات، احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا اور مجلس عاملہ جماعت احمدیہ میلبورن کے ساتھ الگ الگ میٹنگز۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں

(سڈنی میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

15/اپریل 2006ء بروز ہفتہ:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

مستورات سے خطاب

آج جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا دوسرا دن تھا۔ پروگرام کے مطابق ساڑھے بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مستورات سے خطاب کے لئے لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ جونہی حضور انور جلسہ گاہ میں داخل ہوئے خواتین نے اھلاً وسہلاً ومرحبا کہتے ہوئے پرجوش نعروں کے ساتھ اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔

اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ نجمہ شاہین نے کی اور عزیزہ مبارکہ جنود نے اُردو زبان میں اس کا ترجمہ پیش کیا۔ بعدازاں عزیزہ امتہ الحفیظ خان نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

”آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے   ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔

اس کے بعد بچیوں نے کورس کی شکل میں ترنم کے ساتھ یہ استقبالیہ نظم پڑھی ؎

”لو آیا ہے دیکھو ہمارا امام   ہمیں دیر سے تھا جن کا انتظار   ان کے آنے سے آیا ہے دل کو قرار“

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی اور پوزیشن حاصل کرنے والی درج ذیل طالبات کو گولڈ میڈل اور شیلڈز عطا فرمائیں۔

ریحانہ ایمن صاحبہ، عطیۃ الغالب صاحبہ، نجم السحر صاحبہ، حنا سہیل صاحبہ، عنبرین خان صاحبہ، نوشین خان صاحبہ۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب طالبات کے لئے مبارک فرمائے۔ بارہ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لجنہ سے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

پہلے مجھے خیال تھا کہ عورتوں سے، لجنہ سے جلسہ پر علیحدہ خطاب نہیں ہوگا کیونکہ بہت تھوڑی تعداد ہے۔ لیکن پھر امیر صاحب آسٹریلیا نے پروگرام لکھ کر بھیجا اس میں تھا کہ عورتوں سے علیحدہ خطاب کیا جائے۔ ان کی بات مانتے ہوئے کہ میرا یہ پہلا دورہ ہے اور یہ ملک بھی برِّاعظم ہے مَیں چند باتیں آپ سے کروں گا۔

حضور نے فرمایا: میرا حاضری کا جو اندازہ تھا اس سے آپ کی حاضری بہت زیادہ ہے۔ آپ کو حاضری بہرحال بڑھانی پڑے گی۔ اس پر نہ رہیں کہ یہ حاضری زیادہ ہوگئی ہے۔ یہ کافی نہیں۔ آئندہ اگر آپ کی اتنی ہی تعداد رہی تو شاید علیحدہ خطاب نہ ہو۔ اس لئے تعداد بڑھانے کی کوشش کریں اور اس کے لئے مختلف ذرائع اختیار کریں۔ تبلیغ کے پروگرام بنائیں اور لوگوں کو اسلام کے محاسن اور خوبیاں بتائیں۔ اپنی حالتوں میں عملی تبدیلیاں پیدا کریں۔ جب آپ یہ عملی تبدیلی پیدا کریں گی تو ایک طبقہ جس سے آپ کا واسطہ ہے خود بخود آپ کی طرف کھنچا چلا آئے گا۔

حضور نے فرمایا کہ یہاں مردوں کی طرح عورتوں میں بھی دو قسم کے طبقات ہیں۔ مردوں میں ایسی تعداد کم ہوگی جو باہر نہ نکلے ہوں۔ اپنے ماحول سے واقفیت نہ رکھتے ہوں، زبان نہ جاننے کی وجہ سے اپنا مدعا صحیح طرح سے بیان نہ کرسکتے ہوں۔ لیکن عورتوں میں جو بڑی عمر کی عورتیں ہیں ان میں ایسی تعداد زیادہ ہے جو اسائلم کے لئے یہاں آئیں۔ لیکن ایک ایسا طبقہ بھی ہے جن کو یہاں آئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ یہ عورتیں یہاں کی بوڑھی عورتوں سے رابطے قائم کریں۔ تعلق پیدا کریں۔ ان سے ملیں پھر اعتماد پیدا ہوگا کہ کس طرح بات کرنی ہے۔ پھر ان کو کیسٹس اور لٹریچر دے کر تعلق بڑھائیں اور رابطے بڑھائیں۔

حضور انور نے فرمایا: دنیا میں کئی جگہ زبان نہ جاننے کے باوجود لوگوں نے رابطے قائم کئے جو بعد میں قبول احمدیت کا موجب بنے۔ آپ کی طرف سے کم ازکم پیغام تو پہنچ جائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا طبقہ یہاں کی پڑھی ہوئی عورتیں ہیں، زبان کی آسانی ہے۔ لجنہ کو چاہئے کہ ان کی ٹیمیں بنائیں اور ان کو آرگنائز کریں۔ ایک بات یاد رکھیں کہ لڑکیوں کے رابطے صرف عورتوں اور لڑکیوں سے ہوں۔ مردوں کے سپرد مردوں کو رہنے دیں کیونکہ اس سے بعض دفعہ قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ بعض ایسے نتائج ظاہر ہوتے ہیں جو کسی صورت میں بھی قابل قبول نہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی بچیاں بغیر جھجک کے اسلام کے بارہ میں دوسری طالبات سے بات کریں۔ اگر آپ کا رکھ رکھاؤ دوسروں سے مختلف ہوگا تو پھر خود سلجھی ہوئی طالبات آپ سے رابطہ کریں گی اور بات چیت کا سلسلہ چل نکلے گا۔

حضور انور نے فرمایا: آپ نے جو بیگ اٹھایا ہوتا ہے اس میں جماعتی لٹریچر بھی رکھیں۔ جہاں آپ فارغ ہوں تو کتاب کا مطالعہ کریں۔ جب آپ کی ساتھی آپ کو پڑھتا دیکھیں گی تو آپ کی طرف توجہ کریں گی اور پوچھیں گی کہ کتاب ان کو دکھائیں، پڑھنے کے لئے دیں۔ اس سے بات آگے چلے گی۔ غرض بہت سے ذرائع ہیں جو آپ اپنے حالات میں سنجیدگی سے کوشش کریں، راستے نکالنے کی کوشش کریں تو نکل سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: خدا کرے سب بچیوں کی شادیاں ہوجائیں۔ ان کو نیک اور سلجھے ہوئے خاوند مل جائیں جو احمدیت کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ دین کی خدمت کرنے والے ہوں اور آئندہ نسلوں میں بھی احمدیت کی جاگ لگتی چلی جائے۔

حضور انور نے فرمایا: ایک درد ہو، ایک لگن ہو، ہر احمدی کے دل میں کہ ہم نے اس چھوٹے سے براعظم کو احمدیت کی آغوش میں لانا ہے۔ اگر ہماری عورتیں یہ عزم کرلیں تو انشاء اللہ تھوڑے عرصہ میں آپ دیکھیں گی کہ کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔ آپ کے آگے بڑھنے سے مرد بھی آگے آئیں گے۔

حضور انور نے فرمایا: پس اب وقت ہے کہ آپ عورتیں ایک نئے عزم کے ساتھ جماعتی خدمات میں لگ جائیں اور یہ بغیر اللہ کے فضلوں کے نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے آپ کو اپنا شمار عابدات میں کروانا ہوگا۔ جیسا کہ کل مَیں نے خطبہ میں کہا تھا کہ آپ کو سنوار کر اپنی نمازوں کو ادا کرنا ہوگا۔ گو کہ اصل اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ہے اور سب سے پہلے ہی ہے۔ جب آپ کا شمار عابدات میں ہوجائے گا تو آپ اللہ کے فضلوں کو نازل ہوتا دیکھیں گے۔ جب کہ اس کے بغیر آپ کی کوششیں بے ثمر ہوں گی۔ پس اپنا شمار عابدات میں کروائیں۔ ایسی عورتوں میں کروائیں جو عبادت کرنے والی عورتیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ میں سے بہت سی یہاں اپنے ملک کے نامساعد حالات کی وجہ سے آئی ہیں۔ آپ کو یہ تکلیف دہ حالات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی وجہ سے پیش آئے ہیں۔ اس لئے جو دن بھی آپ کے لئے طلوع ہو اس بات کو دل میں بٹھائے ہوئے طلوع ہو کہ یہ امن کا دن جو خدا نے دیا ہے یہ محض خدا کے فضل سے ہے۔ اپنے بچوں کو بھی یاد کروائیں اور ان کے ذہنوں میں ڈال دیں کہ آج تم پر جو خدا کے فضل ہو رہے ہیں تم پرامن زندگی گزار رہے ہو یہ سب خدا کے فضل ہیں۔ ہماری کوششوں کا دخل نہیں ہے۔ پس اب خدا کے فضل کا تقاضا ہے کہ ہم خدا کے ہوجائیں اور اس کی عبادت کرنے والے بن جائیں۔

حضور انور نے فرمایا: عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ عورتیں اچھے حالات کی وجہ سے پہلے سے گزارے ہوئے تنگی کے حالات کو بھول جاتی ہیں۔ لیکن ایک احمدی عورت کو چاہئے کہ ان اچھے حالات میں بھی اپنے گھروں کو عبادت سے ہمیشہ سجائے رکھیں۔ پس اپنے گھروں کو اللہ کی عبادت سے سجائے رکھیں اور آپ کے گھروں میں زندگی کے آثار ہمیشہ نظر آتے رہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس اپنی ذاتی عبادتوں کی حفاظت اور گھر کی ذمہ داری صرف مرد کی نہیں عورتوں کی بھی ہے۔ پس جس گھر میں عورتیں اپنی راتوں کو زندہ کرنے والی ہوں گی، اپنے مردوں اور بچوں کو عبادت کی طرف توجہ دلانے والی ہوں گی، ان کے گھر خدا کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے اور گھریلو ماحول جنّت بن رہے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: بعض عورتوں کے یہ شکوے بھی دور ہوں گے کہ خاوند توجہ نہیں دیتے۔ ایک احمدی مرد بہرحال کچھ نہ کچھ خدا کا خوف دل میں رکھتا ہے۔ آپ کے عمل اور آپ کی عبادتوں کو دیکھ کر اس کا دل پھرے گا۔ ایک نیک عورت کی سب سے پہلے یہی خواہش ہونی چاہئے کہ اس کا خدا اس سے راضی ہو۔ پھر خاوند راضی ہو۔ اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرے اور خلافت سے وفا کا تعلق باندھے۔ جس گھر میں یہ چیز پیدا ہوجائے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

حضور انور نے فرمایا: یاد رکھیں ہر احمدی گھر جماعت کا اثاثہ ہے۔ کوئی بھی برداشت نہیں کرتا کہ اس کا گھر ضائع ہوجائے۔ جماعت کا اثاثہ ہر مرد، ہر عورت اور ہر بچہ اور ہر بوڑھا ہے۔ ہر ایک کی تربیت کی کوشش کی جاتی ہے کہ کہیں یہ اثاثہ ضائع نہ ہو۔ اس لئے تنظیموں کا نظام قائم ہے۔ تربیت کا نظام قائم ہے کہ ہر شخص اپنے آپ کو جماعت کا اثاثہ سمجھے۔

حضور انور نے فرمایا: سب سے اہم ذمہ داری عورت کی ہے جس کے ہاتھ سے ایک نسل پل کر نکلتی ہے۔ اس لئے گھر کی سطح پر اگر ایک احمدی عورت اپنے فرائض کی بجا آوری کرے تو وہ بچے جو ایسی ماؤں کے ہاتھوں میں پل کر جماعتی زندگی میں آتے ہیں وہ ہمیشہ نمازیں پڑھنے والے باوفا بچے ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جن گھروں میں نظام کے خلاف باتیں ہوتی ہیں وہاں جماعت سے بھی دوری پیدا ہوجاتی ہے۔ اور عبادت سے بھی دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض گھر جہنم کا نمونہ پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ بچوں کی تربیت خراب ہو رہی ہوتی ہے۔ بعض بچے اپنے والدین کے منہ پر کہہ دیتے ہیں کہ ہماری اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کریں۔ عورت جو گھر کی نگران بنائی گئی ہے وہ اپنی دنیاوی خواہشات کے پیچھے لگ کر گھر کو تباہ کر رہی ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس بچوں کی تربیت کرنا جہاں ماؤں کی ذمہ داری ہے وہاں باپ کی بھی ذمہ داری ہے۔ پس آپ دونوں اولاد کی تربیت کے لئے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو مائیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ سے عورت کو خاص مقام عطا فرمایا ہے کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ آپ کے بچوں کی اعلیٰ تربیت ہی ہے جو ہر وقت بچوں کو خدا سے جوڑے رکھے گی۔ بچوں کی دعائیں آپ کو بھی اگلے جہان میں جنت کے اعلیٰ درجوں تک پہنچانے کا باعث بن رہی ہوں گی۔

حضور انور نے فرمایا: اگر آپ یہ ذمہ داری ادا کرتی ہیں، آپ کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو، سچ پر قائم رہیں تو جماعت کی آئندہ نسلیں خدا سے تعلق جوڑنے والی نسلیں ہوں گی۔ پس عبادتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ قرآن کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ نیکیاں اختیار کرنے والی بنیں۔ برائیوں کو روکنے والی بنیں۔ آپس میں ایک دوسرے سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔ آپس کی رنجشوں کو بھلا دیں۔ اگر آپ کے دل میں بخل، کینے پلتے رہے تو خدا ایسے دلوں میں نہیں اترتا۔

حضور انور نے فرمایا: دعاؤں کی قبولیت کے لئے اپنی رنجشوں کو دور کرنا اور صلح وصفائی کی فضا پیدا کرنا ضروری ہے۔ عاجزی دکھانے والی بنیں، دوسروں پر بڑائی دکھانے والی نہ ہوں۔ ہمیشہ اپنے اندر قناعت پیدا کریں۔ دوسرے کے پاس اچھی چیز دیکھ کر بے صبری پیدا نہ ہو، حسد نہ ہو، ناشکری اور بے صبری کبھی نہ دکھائیں۔ ہمیشہ خدا کی شکر گزار بنی رہیں۔ ہمیشہ اپنے اندر قناعت پیدا کئے رکھیں اور ناشکری، حسد سے بچیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض خواتین ملاقات کے دوران اس بات کا اظہار کرتی ہیں کہ اولاد کی بڑی فکر ہے یہاں کا ماحول اثر انداز نہ ہو۔ تو جب آپ عملی نمونہ دکھائیں گی، خلافت سے تعلق جوڑیں گی اور سب سے بڑھ کر عبادت گزار بنیں گی، مالی قربانی کرتی رہیں گی اور بچوں کو توجہ دلاتی رہیں گی تو خدا تعالیٰ آپ کی ان فکروں کو دور کردے گا اور آپ کی اولاد سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی۔ خدا آپ کی فکریں دور فرمائے اور آپ کی اولاد جماعت کا سرمایہ بن کر رہے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب ڈیڑھ بجے تک جاری رہا اور ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر کیا گیا۔ اس طرح خطبہ جمعہ کے بعد جلسہ سالانہ آسٹریلیا میں خلیفۃ المسیح کا یہ پہلا ایسا خطاب ہے جو آسٹریلیا کی اس سرزمین سے ایم ٹی اے کے ذریعہ Live نشر ہوا۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مردانہ جلسہ گاہ تشریف لے گئے اور ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

عشائیہ میں شرکت اور خطاب

پروگرام کے مطابق شام چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اعزاز میں مسجد بیت الہدیٰ کے احاطہ میں ایک تقریب عشائیہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں 177 غیر مسلم اور غیر از جماعت مہمان شامل ہوئے۔

ان مہمانوں میں ممبر پارلیمنٹ واٹارنی جنرل Philip Ruddock، ممبر پارلیمنٹ Julie Owens، سٹیٹ ممبر فار London Derry، ممبر پارلیمنٹ Allan Shearan، Tony Burke (یہ صاحب Shadow Minister for Immigration بھی ہیں)، ممبر پارلیمنٹ Jackie Kelly، سپیکر آف نیوساؤتھ ویلز اسمبلی Mr.John Aquilian، ممبر پارلیمنٹ Mrs.Louise Markus، کونسلر Kathie Collins، کونسلر George Bilic، ممبر پارلیمنٹ Laurie Ferguson (یہ صاحب بھی شیڈو کیبنٹ میں Minister of Consumer Afairs and Minister for population and Health Regulation ہیں)

ان کے علاوہ بعض دیگر ڈاکٹرز، پروفیسرز، وکلاء، کونسلرز اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان شامل تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا چھ بجے اس تقریب میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ سے ہوا جو رانا اعجاز احمد صاحب نے کی۔ اس کے بعد امیر صاحب آسٹریلیا مکرم محمود احمد صاحب شاہد نے آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تعارف پیش کیا۔

اس کے بعد آنریبل Philip Ruddock ممبر پارلیمنٹ واٹارنی جنرل حکومت آسٹریلیا نے حکومت آسٹریلیا کی طرف سے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور جماعت آسٹریلیا کی ان خدمات کا ذکر کیا جو جماعت ملک کی ترقی اور بہبود کے لئے کر رہی ہے۔ موصوف نے بتایا کہ یہاں اس ملک میں ہر ایک کو مذہبی آزادی ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کرسکتا ہے۔

اس کے بعد آنریبل John Aquilina سپیکر نیوساؤتھ ویلز اسمبلی اور وزیر اعلیٰ NSW کے نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو آسٹریلیا میں آمد پر خوش آمدید کہا اور بتایا کہ آسٹریلیا میں مختلف مذاہب کے لوگ آباد ہیں اور ہم ہر مذہب سے رواداری کا سلوک کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی بھی ایک بڑی تعداد یہاں آباد ہے۔ موصوف نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت صوفی حسن موسیٰ خان صاحب رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر کیا جنہوں نے 1903ء میں بیعت کی اور آسٹریلیا میں ان کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا قیام ہوا۔ موصوف نے کہا کہ ہمیں یہاں احمدیوں کے آنے پر فخر ہے جو جماعت کے امن کے پیغام کو پھیلا رہے ہیں۔ موصوف نے کہا کہ مَیں پارلیمنٹ میں اس علاقہ کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ جب آپ کی مسجد یہاں تعمیر ہو رہی تھی تو اس وقت مَیں یہاں کا میئر بھی تھا۔ آپ کا پیغام ہم کھلے دل کے ساتھ قبول کرتے ہیں۔ آپ اپنے مذہب پر آزادی سے عمل درآمد کریں۔

اس کے بعد Mrs.Louise Markus ممبر فار گرین وے نے ویسٹرن سٹی اور گرین وے کی طرف سے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور کہا کہ اب ہمارے لئے یہ بہترین موقع ہے کہ ہم سب اکٹھے اور متحد ہوجائیں اور دنیا کو ایک محفوظ اور امن کی جگہ بنادیں۔ موصوفہ نے جماعت کی ان خدمات کا بھی ذکر کیا اور انہیں سراہا جو جماعت آسٹریلین لوگوں کے ساتھ مل کر کمیونٹی کے لئے کام رہی ہے۔

اس کے بعد مہمانوں میں سے کونسلر Kathie Collins جو Black Town City Council کی طرف سے نمائندہ تھے سٹی کونسل کی طرف سے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور موصوفہ نے اس بات کا اعتراف کیا کہ جماعت احمدیہ کے ممبران ان کے علاقہ میں گزشتہ 15 سال سے Clean up Australia Day میں حصہ لیتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں۔

حضور انور کا خطاب

ان مہمانوں کے ایڈریسز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے خطاب فرمایا۔ حضور انور نے تشہد، تعوذ کے بعد فرمایا: آج مَیں چند باتیں اسلام کے بارہ میں کہوں گا۔ دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں۔ زیادہ تر اپنے اپنے ملکوں یا علاقوں تک محدود ہیں اور اکثریت انہی علاقوں تک محدود ہے جہاں ان مذاہب کی بنیاد پڑی۔

حضور انور نے فرمایا: عیسائی، ہندو، یہودی اور مختلف مذاہب کے ماننے والے کسی نہ کسی طرح اس لڑائی میں مشغول ہیں کہ اپنے حقوق کو حاصل کریں اور جسے وہ حقوق کے حصول کے لئے کوشش قرار دیتے ہیں مسلمانوں کی ایسی کوشش کو دہشت کا مذہب قرار دیا جاتا ہے۔ سپر پاورز کے دوہرے معیار کی وجہ سے ردّعمل ہوتا ہے۔ اگر سپر پاورز دوہرے معیار کو استعمال نہ کریں تو پھر امن کی راہ نکل سکتی ہے۔

باقی صفحہ نمبر 10پر ملاحظہ فرمائیں

اطاعت خلافت

(سید محمود احمد شاہ۔ ربوہ)

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (النور:57)

ترجمہ: ''اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اطاعت کے معنی

خاکسار سب سے پہلے اطاعت کے معنی پیش کرے گا لفظ ''اَلطَّاعَةُ'' کے معنی محض فرمانبرداری کے نہیں بلکہ ایسی فرمانبرداری کے ہیں جو بشاشت قلب سے کی جائے اور اس میں اپنی مرضی اور پسندیدگی بھی پائی جاتی ہو۔

اطاعت صرف اسے کہتے ہیں جس میں بشاشت قلب سے اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے جائیں اور اُن کے بجالاتے ہوئے انسان کو لذت اور سرور محسوس ہو۔

اسی اطاعت کا عملی نمونہ قرآن مجید میں بھی بیان ہوا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی رؤیا میں اپنے ہی بیٹے کی قربانی کا نظارہ دیکھا اور کامل بشاشت سے اپنے پیارے بیٹے 13 سالہ اسماعیلؑ کی قربانی کے لیے تیار ہو گئے اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بھی دلی بشاشت کے ساتھ یہ کہا ﴿يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ (الصفت:103) اے میرے باپ آپ کو جو بھی حکم ملا ہے اسے پورا کریں۔ میری فکر نہ کریں میں بھی پوری بشاشت سے خداتعالیٰ کے ہر حکم پہ قربان ہونے کو تیار ہوں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے مومن کی مثال نکیل والے اونٹ کی سی ہے جدھر اسے لے جاؤ ادھر چل پڑتا ہے اور اطاعت کا عادی ہوتا ہے۔

(مسند احمد جز 4 صفحہ 126۔ ابوداؤد کتاب السنہ باب فی لزوم الطاعة)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت خلیفة المسیح الاوّل کی فدائیت اور اطاعت کے بارے میں فرمایا:

''وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔''

یہی وہ اطاعت ہے جس کا خدا اور اس کا رسولؐ ہم سے تقاضا کرتے ہیں۔

خلافت کی اہمیت

اطاعت خلافت کے لیے خلافت کی اہمیت کا جاننا بھی ضروری ہے۔ خلافت کیا ہے یہ وہ عروہ وثقیٰ ہے جس کے لیے ٹوٹنا نہیں اور جو بھی اسے تھامے رکھے گا وہ ہلاکت سے بچ جائے گا۔

خلافت وہ حبل اللہ ہے جو ہمیں خدا سے ملاتی ہے اور ہر تفرقہ اور فساد سے بچاتی ہے۔ خلافت وہ شجرہ طیبہ ہے جس سے وابستہ رہ کے ہی ہم سرسبز رہ سکتے ہیں جو اس شجرہ طیبہ سے جدا ہوتا ہے وہ سوکھی ہوئی ٹہنی کی طرح ہے جو کاٹے جانے کے لائق ہے۔

خلیفہ جانشین ہے رسول کا اور وہ ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی بارہ میں فرماتے ہیں کہ ''انسان کے لئے دائمی طور پر بقاء نہیں لہٰذا خداتعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لیے تا قیامت رکھے سو اسی غرض سے خداتعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانے میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔''

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ﴾

(الغاشیہ: ۱۸ تا ۲۱)

(کیا وہ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے پیدا کیے گئے؟) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اُونٹوں میں ایک دوسرے کی پیروی اور اطاعت کی قوت رکھی ہے۔ دیکھو اُونٹوں کی ایک لمبی قطار ہوتی ہے اور وہ کس طرح پر اُس اُونٹ کے پیچھے ایک خاص انداز اور رفتار سے چلتے ہیں اور وہ اُونٹ جو سب سے پہلے بطور امام اور پیش رَو کے ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے جو بڑا تجربہ کار اور راستہ سے واقف ہو۔ پھر سب اُونٹ ایک دوسرے کے پیچھے برابر رفتار سے چلتے ہیں اور ان میں سے کسی کے دِل میں برابر چلنے کی ہوس پیدا نہیں ہوتی جو دوسرے جانوروں میں ہے۔............

اسی طرح پر ضروری ہے کہ تمدنی اور اتحادی حالت کو قائم رکھنے کے واسطے ایک امام ہو۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ یہ قطار سفر کے وقت ہوتی ہے۔ پس دنیا کے سفر کو قطع کرنے کے واسطے جب تک ایک امام نہ ہو انسان بھٹک بھٹک کر ہلاک ہو جاوے۔''

(الحکم جلد 4 نمبر 42 مورخہ 24/ نومبر 1900ء صفحہ 5,4)

امام کو ماننا اور اس کی پیروی کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہؓ بن یمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم شر کا زمانہ دیکھو تو تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِمَامَهُمْ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کو مضبوطی سے پکڑ لینا اور اگر نہ جماعت ہو، نہ امام ہو تو تمام فرقوں سے جدا ہو جانا خواہ تمہیں درختوں کی جڑیں کھانی پڑیں۔

(بخاری کتاب الفتن باب کیف الامر اذالم تکن جماعة)

ایک اور جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ فَالْزَمْهُ وَاِنْ نُهِكَ جِسْمُكَ وَاُخِذَ مَالُكَ یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفة بن الیمان حدیث نمبر 22916)

ان احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تاکید فرمائی ہے کہ تم امام کے ساتھ چمٹ جانا اسے نہ چھوڑنا خواہ اِس کی پاداش میں تمہارا جسم نوچ دیا جائے تمہارے مالوں کو چھین لیا جائے اور تمہیں درختوں کی جڑیں کھانی پڑیں مگر تم نے امام سے جدا نہیں ہونا ورنہ تم روحانی موت مر جاؤ گے۔

سورۂ نور کی آیت استخلاف جس میں اللہ تعالیٰ نے مومنین سے خلافت کا وعدہ کیا ہے اس کے بعد یہ آیت آتی ہے۔

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ﴾ (النور:57)

ترجمہ: ''اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعت رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ مَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِيْ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصٰى اَمِيْرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔'' (تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 367)

اطاعت رسول بھی خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی

''اطاعت رسول بھی جسکا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہو سکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے ......صحابہؓ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریمؐ انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے......اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا پس جب بھی خلافت ہو گی اطاعت رسول بھی ہو گی۔ (تفسیر کبیر۔ تفسیر سورہ نور)

اللہ تعالیٰ نے عبادات میں سب سے زیادہ زور نماز باجماعت پر دیا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ دن میں پانچ مرتبہ تمام مقتدیوں کو اپنے امام کے ساتھ رکوع و سجود کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا توحید کے عملی قیام کی تربیت دی گئی ہے ایک آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے کی ٹریننگ دی گئی ہے جمعہ اور عید کے موقع پر تمام چھوٹی مساجد کے امام بھی جمعہ اور عید کے امام کی اقتداء میں رکوع و سجود کرتے ہیں اس طرح سے اللہ تعالیٰ ہماری تربیت کر رہا ہے کہ تم نے ایک امام کی پیروی کرنی ہے اور مسیح موعود کے وقت جب تمام دنیا نے امت واحدہ بننا ہے اس وقت خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی اس وقت تم سب نے اللہ کے بنائے ہوئے خلیفہ کی اطاعت کرنی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ نماز کا امام جو صرف چند مقتدیوں کا امام ہوتا ہے اس کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے ڈرتا نہیں کہ جب وہ اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی شکل گدھے کی شکل بنا دے۔''

(بخاری کتاب الاذان باب اثم من رفع رأسه قبل الامام)

اگر دنیا کے بنائے ہوئے چند مقتدیوں کے امام سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے کو گدھے کے سر والا قرار دیا گیا ہے تو وہ امام جسے خدا نے بنایا ہو اور وہ تمام دنیا کا امام ہو جس کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی ہو اس کی اطاعت کتنی ضروری سمجھی جائے گی اور اس کی نافرمانی کرنے والا کتنا بڑا گناہ گار ہو گا۔

جو لوگ بھی اپنے امام کی کامل اطاعت نہیں کرتے وہ ضرور نقصان اٹھاتے ہیں جیسا کہ جنگ اُحد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پہاڑی درہ کے بارے میں فرمایا کہ خواہ ہم مارے جائیں یا جیت جائیں تم نے اس درّہ کو نہیں چھوڑنا مگر جب فتح ہو گئی تو صحابہ نے وہ درّہ چھوڑ دیا۔ دشمن نے درّہ خالی دیکھا تو واپس پلٹے اور حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زخم آئے اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اگر وہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اسی طرح چلتے جس طرح نبض حرکت قلب کے پیچھے چلتی ہے۔ اگر وہ سمجھتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک حکم کے نتیجہ میں اگر ساری دنیا کو بھی اپنی جانیں قربان کرنی پڑتی ہیں تو وہ ایک بے حقیقت شے ہیں۔ اگر وہ ذاتی اجتہاد سے کام لے کر اس پہاڑی درّہ کو نہ چھوڑتے جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس ہدایت کے ساتھ کھڑا کیا تھا کہ خواہ ہم فتح حاصل کریں یا مارے جائیں تم نے اس مقام سے نہیں ہلنا تو نہ دشمن کو دوبارہ حملہ کرنے کا موقع ملتا۔ اور نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو کوئی نقصان پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ وہ لوگ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پوری اطاعت نہیں بجالاتے اور ذاتی اجتہادات کو آپ کے احکام پر مقدم سمجھتے ہیں۔ انہیں ڈرنا چاہیے کہ اس کے نتیجہ میں کہیں ان پر کوئی آفت نہ آجائے یا وہ کسی شدید عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ گویا بتایا کہ اگر تم کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارا کام یہ ہے کہ تم ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھو اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جاؤ۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 410 تا 412)

سچی اطاعت کا مفہوم، اس کی اہمیت و برکات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی اور ہوائے نفس ہی ایک ایسی چیز ہے جو بڑے بڑے موحدوں کے قلب میں بھی بت بن سکتی ہے۔ صحابہ

رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کیسا فضل تھا اور وہ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں فنا شدہ قوم تھی۔ یہ سچی بات ہے کہ کوئی قوم، قوم نہیں کہلا سکتی اور ان میں مِلّیت اور یگانگت کی روح نہیں پھونکی جاتی جب تک کہ وہ فرمانبرداری کے اصول کو اختیار نہ کرے۔...... اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اس میں یہی تو سرّ ہے۔ اللہ تعالیٰ توحید کو پسند فرماتا ہے اور یہ وحدت قائم نہیں ہوسکتی جب تک اطاعت نہ کی جاوے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ بڑے بڑے اہل الرائے تھے۔ خدا نے ان کی بناوٹ ایسی ہی رکھی تھی۔ وہ اصول سیاست سے بھی خوب واقف تھے کیونکہ آخر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام خلیفہ ہوئے اور ان میں سلطنت آئی تو انہوں نے جس خوبی اور انتظام کے ساتھ سلطنت کے بارگراں کو سنبھالا ہے اس سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ ان میں اہل الرائے ہونے کی کیسی قابلیت تھی مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ان کا یہ حال تھا کہ جہاں آپؐ نے کچھ فرمایا اپنی تمام راؤں اور دانشوں کو اس کے سامنے حقیر سمجھا اور جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی کو واجب العمل قرار دیا۔...... ناسمجھ مخالفوں نے کہا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ دل کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہوکر بہہ نکلی تھیں۔ یہ اس اطاعت اور اتحاد کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے دوسرے دلوں کو تسخیر کرلیا۔...... تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبت اور اخوت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں، ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم صفحہ 246 تا 248۔ تفسیر سورۃ النساء زیر آیت 60)

اطاعت کے پاک نمونے

اب آپ کے سامنے آنحضور ﷺ کے صحابہ کی اطاعت کے چند واقعات بیان کرتا ہوں۔

جنگ بدر کے موقعہ پر حضرت مقداد بن اسود نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ”ہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا ربّ جا کر لڑو۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں آپ کی جان ہے اگر آپ سواریوں کو بَرکُ الْغِمَاد کے مقام تک بھی لے جائیں تو ہم آپ کی پیروی کریں گے۔

(سیرت حلبیہ جلد سوم صفحہ 386۔ مترجم محمد اسلم قاسمی۔ دارالاشاعت کراچی طباعت شکیل پریس کراچی)

یہ صرف دعویٰ نہیں تھا بلکہ جب کفار مکہ نے اپنے نمائندے کو بھیجا کہ معلوم کرو مسلمانوں کی کتنی طاقت ہے۔ وہ واپس آیا اور آ کے کہا کہ بے شک مسلمانوں کی تعداد 310 ہے مگر اے میری قوم تجھے میرا یہی مشورہ ہے کہ مسلمانوں سے جنگ نہ کرنا۔ میں نے وہاں اونٹوں پہ انسان نہیں موتیں دیکھی ہیں۔

❁...... ایک جنگ کے موقع پر تیروں کی بوچھاڑ تھی اور حضرت طلحہ اپنا ہاتھ آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک کے آگے رکھے ہوئے تھے۔ تیر آتے تھے آپ کے ہاتھ پہ لگتے تھے مگر طلحہ اُف بھی نہ کرتے تھے کہ اگر ہاتھ ہل گیا تو کوئی تیر آنحضور ﷺ کو جا لگے گا۔ طلحہ نے اپنا ہاتھ کٹوا دیا مگر کسی بھی تیر کو آنحضور ﷺ کے چہرہ مبارک تک نہ پہنچنے دیا۔

❁...... سعد بن ربیع میدان احد میں شدید زخمی ہوکر قریب المرگ تھے آنحضورؐ نے محمد بن مسلمہ کو سعد کا حال معلوم کرنے کے لئے بھجوایا۔ محمد بن مسلمہ میدان اُحد میں بکھری لاشوں میں انہیں تلاش کرتے اور آوازیں دیتے رہے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ تب انہوں نے بآواز بلند پکارا کہ اے سعد بن ربیع مجھے رسول اللہ نے تمہاری خبر لینے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ پکار سننا تھی کہ لاشوں میں ایک حرکت سی ہوئی اور سعد کی نحیف سی آواز آئی۔ جب محمد بن مسلمہ نے رسول اللہ کا پیغام دیا تو انہوں نے کہا کہ میں تو اب قریب المرگ ہوں۔ میرا اسلام بھی رسول اللہ کو پہنچا دینا اور جس طرح ہم نے اپنا عہد نبھایا۔ تم بھی اپنا عہد نبھانا۔

(سیرت حلبیہ۔ جلد 2 صفحہ نمبر 202-203 مترجم محمد اسلم قاسمی دارالاشاعت کراچی، پاکستان)

❁...... شراب کی مجلس لگی ہوئی تھی دور پہ دور چل رہا تھا کسی نے آواز دی کہ شراب حرام کردی گئی ہے۔ کسی نے کہا کہ پوچھ تو لو کہ یہ بات درست بھی ہے یا نہیں۔ مگر عرب کا مخمور مسلم ایک راستے پہ چلنے والے کی اکیلی آواز سن کر کہ شراب حرام کی گئی ہے شراب کے مٹکوں کو توڑ کر مدینہ کی گلیوں میں شراب ہی کا دریا بہا دیتا ہے اور آئندہ کبھی شراب کے نزدیک بھی نہیں جاتا۔

❁...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے مرید حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”مولوی حکیم نوردین صاحب اپنے اخلاص اور محبت اور صفت ایثار اور للہ شجاعت اور سخاوت اور ہمدردی اسلام میں عجیب شان رکھتے ہیں۔ کثرت مال کے ساتھ کچھ قدر قلیل خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتے ہوئے تو بہتوں کو دیکھا۔ مگر خود بھوکے پیاسے رہ کر اپنا عزیز مال رضائے مولیٰ میں اٹھا دینا اور اپنے لیے دنیا میں سے کچھ نہ بنانا۔ یہ صفت کامل طور پر مولوی صاحب موصوف میں ہی دیکھی یا ان میں جن کے دلوں پر ان کی صحبت کا اثر ہے... اور جس قدر ان کے مال سے مجھ کو مدد پہنچی ہے اس کی نظیر اب تک کوئی میرے پاس نہیں... خدا تعالیٰ اس خصلت اور ہمت کے آدمی اس امت میں زیادہ سے زیادہ کرے۔ آمین ثم آمین

چہ خوش بُودے اگر ہر یک زامت نوردیں بُودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بُودے“

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 407)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَيَتَّبِعُنِیْ فِیْ کُلِّ اَمْرِیْ کَمَا يَتَّبِعُ حَرَکَةُ النَّبْضِ حَرَکَةَ النَّفَسِ وَاَرَاهُ فِیْ رَضَائِیْ کَالْفَانِيْنَ۔ (روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 586)

اور وہ میری ہر امر میں اس طرح پیروی کرتے ہیں جس طرح نبض حرکتِ قلب کی پیروی کرتی ہے اور میں انہیں دیکھتا ہوں کہ وہ میری رضا میں فنا شدہ لوگوں کی طرح ہیں۔

❁...... اطاعت امام میں فنا شدہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ نے تار دلوایا کہ دہلی آجاؤ۔ تار لکھنے والے نے لکھ دیا بلاتوقف چلے آؤ۔ جب یہ تار قادیان پہنچا تو حضرت مولوی صاحب اپنے مطب میں بیٹھے تھے۔ اس خیال سے کہ تعمیل میں دیر نہ ہو فوراً اٹھے اور چل پڑے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا نہ بستر لیا یہاں تک کہ ریل کا کرایہ بھی جیب میں نہ تھا مگر اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کرنی تھی خدا تعالیٰ نے بھی معجزانہ مدد کی اور ایک ہندو مریض سٹیشن پر بھجوا دیا جس نے دہلی کا ٹکٹ اور معقول رقم نذرانہ کے طور پر پیش کی یوں آپ حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ (حیات نور صفحہ 285)

❁...... آپ نے بھیرہ میں شفا خانہ اور ایک عالیشان مکان بنوانا شروع کیا کچھ سامان خریدنے لاہور گئے تو زیارت کے لئے قادیان آگئے۔ فوری واپسی کا ارادہ تھا اس لئے واپسی کی شرط پہ یکہ بھی کرایہ پر لیا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ اب تو آپ فارغ ہوگئے ہیں مولوی صاحب نے عرض کیا ہاں حضور! اب تو میں فارغ ہی ہوں۔ وہاں سے اٹھے اور یکہ والے کو فارغ کردیا چند دن بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ کو اکیلے رہنے میں تکلیف ہوگی۔ آپ اپنی ایک بیوی کو بلوالیں۔ آپ نے بیوی کو بلوالیا اور خط لکھا کہ تعمیر کا کام بند کردو۔ مجھے آنے میں شاید دیر ہو جائے۔ جب آپ کی بیوی آگئی تو چند دن بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہذا اپنا کتب خانہ بھی منگوالیں۔ چند دن بعد فرمایا کہ دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے اُسے بھی بلوالیں ...... پھر ایک موقع پر فرمایا کہ مولوی صاحب! اب آپ اپنے وطن بھیرہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔

❁...... حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ شروع میں تو مَیں ڈرا کہ یہ تو ہوسکتا ہے کہ میں بھیرہ نہ جاؤں مگر یہ کس طرح ہوگا کہ میرے دل میں بھیرہ کا خیال بھی نہ آئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

”خدا تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہوتے ہیں۔ میرے واہمہ اور خواب میں بھی مجھے وطن کا خیال نہ آیا۔ پھر تو ہم قادیان کے ہوگئے۔“

❁...... ایک ہندو کی بیوی بٹالہ میں سخت بیمار تھی حضور علیہ السلام کی اجازت سے آپ بٹالہ جانے لگے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ”امید ہے آپ آج ہی واپس آجائیں گے۔ عرض کی بہت اچھا“۔ بٹالہ گئے۔ مریضہ کو دیکھا واپسی کا ارادہ کیا مگر بارش اس قدر ہوئی کہ جل تھل ایک ہوگئے۔ لوگوں نے کہا کہ راستہ خطرناک ہے بارش بہت ہے۔ آپ کو پیدل بھی چلنا پڑے گا۔ آپ کل چلے جائیں۔ مگر اطاعت کے پیکر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا کہ نہیں میرے آقا کا ارشاد یہی ہے مجھے آج ہی قادیان پہنچنا ہے۔ یکہ لیا۔ روانہ ہوئے۔ راستے میں پیدل بھی چلنا پڑا۔ کانٹوں سے آپ کے پاؤں زخمی ہوگئے۔ مگر قادیان پہنچ گئے اور فجر کی نماز پہ حاضر ہوگئے۔ حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ ”کیا مولوی صاحب آگئے ہیں۔“ آپ نے آگے بڑھ کر عرض کی: ”حضور میں واپس آ گیا تھا“۔ یہ نہیں کہا کہ حکم کی تعمیل کی وجہ سے میرے پاؤں زخمی ہوگئے ہیں اور اپنی تکالیف کا بالکل بھی ذکر نہ کیا۔

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”ایک شہد کی مکھی سے انسان بہت کچھ سیکھ سکتا ہے وہ کیسی دانائی سے گھر بناتی، شہد بناتی ہے...... بدبودار چیز پر بھی نہیں بیٹھتی پھر اپنے امیر کی مطیع ہوتی ہے۔“ (حقائق الفرقان جلد 2 صفحہ 68)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کرسکتا ہے اس کے لیے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔“

(الفرقان خلافت نمبر مئی، جون 1967ء صفحہ 28)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اطاعت کسی کمزوری کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ محض خدا کی رضا کی خاطر تھی۔ غیروں کی نظر میں بھی آپ کا ایک عظیم مقام تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے سرسید احمد خان سے پوچھا کہ جاہل علم پڑھ کر عالم بنتا ہے اور عالم ترقی کرکے حکیم ہو جاتا ہے۔ حکیم ترقی کرتے کرتے صوفی بن جاتا ہے۔ مگر جب صوفی ترقی کرتا ہے تو کیا بنتا ہے؟ سرسید نے جواب میں کہا کہ نورالدین بنتا ہے۔

(بحوالہ حیات نور صفحہ 217)

❁...... یہی نورالدین جب ترقی کرتے خلافت کے منصب پہ فائز ہوئے تو اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اِعْتِصَام حَبْلُ اللّٰه کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو۔ باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضان الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہوگئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے۔ اس لیے چاہیے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ۔ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں۔ استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو۔ وحدت کو ہاتھ سے نہ دو۔ دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آسکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرو۔ کیونکہ شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔ ﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ﴾ (ابراہیم:8) لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے ﴿اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾ (ابراہیم:8)۔

(خطبات نور صفحہ 131)

❁...... حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

باقی صفحہ نمبر 09 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خلافت کے نظام کی برکت سے آپ تبھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جب حقیقی معنوں میں مکمل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہوں گے اور آپؑ کے عاشق صادق کی تعلیم پر بھی عمل کرنے والے ہوں گے۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، نمازوں کے قیام، مالی قربانی، اطاعت نظام اور باہمی محبت واخوت کو لازم پکڑنے کی تاکیدی نصائح۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تبلیغ اور آپؑ کا پیغام پہلے قادیان سے دنیا کے کناروں تک اور اب دنیا کے کنارے سے پھر تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔

(زمین کے کنارے فجی آئی لینڈسے پہلی بار حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا فرمودہ خطبہ جمعہ ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ تمام دنیا میں براہ راست نشر ہوا۔ جماعت احمدیہ فجی کی تاریخ کا ایک نہایت اہم سنگ میل ۔ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام سے کئے گئے الٰہی وعدوں کے ایک اور عظیم الشان رنگ میں ایفاء کا روح پرور نظارہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 28/اپریل 2006ء بمطابق 28/شہادت 1385 ہجری شمسی بمقام صووا(فجی)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا یہ شکرو احسان ہے کہ آج مجھے دنیا کے اس خطے اور ملک سے بھی براہ راست خطبہ دینے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ دنیا کا یہ حصہ دنیا کا آخری کنارہ کہلاتا ہے، یہ سب جانتے ہیں۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام سے کئے گئے وعدے کا ایک اَور طرح سے نظارہ کروا رہا ہے۔ ایک تو وہ نظارے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھائے اور دکھا رہا ہے کہ دنیا کے کناروں تک آپ کی تبلیغ اور آپ کا پیغام ہم ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پہنچتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اور 2005ء کے جلسہ قادیان اور اس سال کے شروع میں دو خطبات جمعہ اور ایک خطبہ عیدالاضحیٰ بھی قادیان سے براہ راست نشر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں سے خطبات دینے کی توفیق دی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جیسا کہ مَیں نے کہا دنیا کے کناروں تک پہنچے۔ اور آج جیسا کہ مَیں نے کہا فجی کے اس شہر سے جو (فجی کا ہی) ایک دوسرا شہر ہے اور دنیا کا آخری کنارہ ہے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ تو ایک لحاظ سے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ دنیا کے آخری کنارے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کا پیغام دنیا کے باقی حصوں میں پہنچانے کا سامان اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ کوشش جو ہم براہ راست خطبہ نشر کرنے کے لئے کر رہے ہیں، کامیاب بھی ہو اور یوں ہم اس پیشگوئی کو اس طرح بھی پورا ہوتے دیکھیں کہ پہلے یہ پیغام دنیا کے ان کناروں تک پہنچا اور اب دنیا کے کنارے سے پھر تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیں اس کا شکرگزار بنانے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی تعلیم کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کا ذریعہ بننا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانے کے مسیح و مہدی ہیں جو سب جانتے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آج دنیا اس بات کو تسلیم کرے یا نہ کرے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح و مہدی ہیں یا نہیں۔ لیکن یہ ہر کوئی پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے، دنیا زبان حال سے یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ کوئی مصلح کوئی مہدی کوئی مسیح اس زمانہ میں ہونا چاہئے جو دنیا کو صحیح راستے پر چلا سکے۔ آج دنیا اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقیقی رنگ کو بھول چکی ہے۔ نفس نے بہت سے خدا دلوں میں بٹھائے ہوئے ہیں جن کی ہر شخص پوجا کر رہا ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے کے حق کو بھلایا جا چکا ہے۔ اور اس طرح نفسا نفسی کا عالم ہے کہ اپنے بھائی کے حقوق چھین کر بھی اپنے حقوق قائم کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ آج سینکڑوں لکھنے والے اخباروں میں لکھتے ہیں خود دوسرے مسلمان بھی یہ لکھتے ہیں کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا ہے، عمل نہیں۔ تو یہی زمانہ تھا جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ اس زمانے میں میرا مسیح و مہدی ظاہر ہوگا۔ پس وہ آیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان خوش قسمتوں میں شامل کیا جنہوں نے اسے قبول کیا۔

کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کو صرف قبول کر لینا ہی کافی ہے؟ نہیں بلکہ آپؑ کے آنے کا ایک مقصد تھا کہ بندے کا تعلق اپنے پیدا کرنے والے خدا سے قائم کروانا ہے۔ اور پیدا کرنے والے خدا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنا ہے۔ تاکہ ان دونوں طرح کے حقوق کی ادائیگی سے ہم اپنے پیدا کرنے والے خدا کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں اور یوں اس دنیا میں بھی اس کے فضلوں کو سمیٹیں یا سمیٹنے والے بنیں اور مرنے کے بعد بھی اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو سکیں۔ پس ہمیں آپؑ کی تعلیم کی روشنی میں جو دراصل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم ہے جس کو لوگ بھلا بیٹھے ہیں، اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام فرماتے ہیں کہ:

''انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں آنے کی سب سے بڑی غرض اور ان کی تعلیم اور تبلیغ کا عظیم الشان مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو شناخت کریں اور اس زندگی سے جو انہیں جہنم اور ہلاکت کی طرف لے جاتی ہے اور جس کو گناہ آلود زندگی کہتے ہیں نجات پائیں۔ حقیقت میں یہی بڑا بھاری مقصد ان کے آگے ہوتا ہے۔ پس اس وقت جو خدا تعالیٰ نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے اور اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے تو میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی۔ یعنی میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کیا ہے؟ بلکہ دکھانا چاہتا ہوں اور گناہ سے بچنے کی راہ کی طرف رہبری کرتا ہوں''۔ یعنی گناہ سے بچنے کا راستہ دکھاتا ہوں۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 11 جدید ایڈیشن)

پس دیکھیں یہ سب سے بڑا مقصد ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی آمد کا کہ خدا کی پہچان کروائیں اور جب بندے کو خدا کی پہچان ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔ پس آپ نے

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان لیا آپ کی بیعت میں شامل ہو گئے تو اپنا جائزہ لیں، ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے کہ یہ جو مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آنے کا بیان فرمایا ہے اور سب سے بڑا مقصد یہی بیان فرمایا ہے، اور بھی مقاصد ہیں لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا سب سے بڑا مقصد ہے پھر بندوں کے حقوق ادا کرنا ہے اور یہ سارے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ تو جیسا کہ مَیں کہہ رہا تھا اس مقصد کو ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اور جب ہم اس مقصد کو سامنے رکھیں گے تو ہمیں خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے اور عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔ اگر ہمیں اللہ کے حضور جھکنے اور اس کی پہچان کرنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی تو ہمارا یہ صرف نام کی بیعت کر لینا بے فائدہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو شرائط بیعت ہیں جن کو پڑھنے کے بعد ہر آدمی اپنے آپ کو جماعت احمدیہ میں شامل کرتا ہے۔ اگر آپ ان کو پڑھیں تو پتہ لگتا ہے کہ آپؑ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں کیا بنانا چاہتے ہیں۔

دوسرے اس اقتباس میں جو مَیں نے پڑھا ہمارے ان بھائیوں کا بھی جواب آ گیا جو یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد تھے، مصلح تھے، لیکن نبی نہیں تھے۔ آپؑ نے یہ لکھ کر کہ میرے آنے کی غرض بھی وہی مشترک غرض ہے جو سب نبیوں کی تھی، واضح فرمایا کہ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کا درجہ عطا فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور بہت ساری جگہوں پر لکھا ہوا ہے کہ میری حیثیت نبی کی ہے اور یہ بھی کہ آپ کس حیثیت سے نبی ہیں۔ بہرحال مَیں نے یہ اقتباس پڑھا تھا تو ضمناً یہ بات بھی سامنے آ گئی۔ آپؑ کی نبوت ایسی نبوت ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی پیشگوئیوں کے مطابق آپؑ آئے ہیں۔ ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام پیشگوئیوں کو پورا ہوتا دیکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور آپؐ کے غلام صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس مسیح ومہدی کو ماننے کی توفیق دی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ہر وقت ڈوبا رہتا تھا۔ آپؑ اپنے ایک فارسی کلام میں فرماتے ہیں

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم   گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ اللہ تعالیٰ کے بعد مَیں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبا ہوا ہوں۔ اگر یہ عشق جو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، کفر ہے، تو مَیں بہت بڑا کافر ہوں۔ تو یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام عشق خدا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم تبھی حقیقی احمدی کہلا سکتے ہیں جب ہم بھی اپنے پیدا کرنے والے خدا اور اس کے آخری شرعی نبی سے عشق کرنے والے بنیں۔ اس کوشش میں رہیں کہ اس عشق کے معیار ہمیں بھی حاصل ہوں اور یہ کوشش کس طرح ہوگی؟ یہ تب ہوگی جب ہم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حکموں پر عمل کرنے والے ہوں گے، اُس تعلیم پر چلنے والے ہوں گے جو ان پاک اور نیک عملوں کے معیار حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دی ہے۔

آپؑ اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

’’ہر وقت جب تک انسان خدا تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف نہ رکھے اور ان ہر دو حقوق کی پوری تکمیل نہ کرے، بات نہیں بنتی۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہے حقوق بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک حقوق اللہ‘‘ (یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق اور) ’’دوسرے حقوق العباد‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ایک دوسرے کے حقوق۔ ’’اور حقوق العباد بھی دو قسم کے ہیں، ایک وہ جو دینی بھائی ہو گئے ہیں‘‘۔ یعنی آپس میں احمدیوں کے ایک دوسرے کے ساتھ حقوق ہیں۔ مسلمانوں کے حقوق ہیں، ’’خواہ وہ بھائی ہیں یا باپ ہے یا بیٹا ہے۔ مگر ان سب میں ایک دینی اخوت ہے‘‘۔ ایک دین کا ایسا رشتہ ہے جو بھائی بھائی کا رشتہ ہوتا ہے ’’اور ایک عام بنی نوع انسان سے سچی ہمدردی ہے‘‘۔ اس کے علاوہ دوسرے انسان ہیں کسی بھی مذہب کے ہوں، کسی بھی فرقے کے ہوں، ان سب سے سچی ہمدردی کرنا ہے۔

’’اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اُس کی عبادت کی جاوے اور یہ عبادت کسی غرض ذاتی پر مبنی نہ ہو‘‘۔ یعنی کسی اپنے ذاتی مقصد کے لئے نہ ہو ’’بلکہ اگر دوزخ اور بہشت نہ بھی ہوں تب بھی اس کی عبادت کی جاوے اور اس ذاتی محبت میں جو مخلوق کو اپنے خالق سے ہونی چاہئے‘‘ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ہونی چاہئے ’’کوئی فرق نہ آوے۔ اس لئے ان حقوق میں دوزخ اور بہشت کا سوال نہیں ہونا چاہئے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردی میں میرا یہ مذہب ہے کہ جب تک دشمن کے لئے دعا نہ کی جاوے، پورے طور پر سینہ صاف نہیں ہوتا۔ ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (المومن: 61) میں اللہ تعالیٰ نے کوئی قید نہیں لگائی کہ دشمن کے لئے دعا کرو تو قبول نہیں کروں گا‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 96 جدید ایڈیشن)

تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ اپنے دو حقوق ادا کرو، ایک اللہ کا حق جو بندے پر ہے دوسرا بندے کا حق دوسرے بندے پر یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی جو مخلوق ہے، اس میں ایک انسان کا دوسرے انسان پر حق۔

اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے میں آپؑ نے فرمایا کہ اللہ کا سب سے بڑا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور بے غرض ہو کر عبادت کی جائے۔ یہ نہیں کہ جب کسی مشکل میں یا مصیبت میں گرفتار ہو گئے یا پڑ گئے تو اللہ کو یاد کرنا شروع کر دیا اور جب آسائش کے، آسانی کے دن آئے، ہر قسم کی فکروں سے آزاد ہو گئے تو دنیا میں ڈوب گئے اور خدا کو بھول گئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ اس بات کا خیال ہی نہ رہے کہ ہمارا ایک خدا ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور سب نعمتوں سے ہمیں نوازا ہے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ رکھیں اور عبادت کا جو بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے وہ پنجوقتہ نمازیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۔وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ﴾ (طٰہٰ:15) یقیناً مَیں ہی اللہ ہوں، میرے سوا اور کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ میری عبادت اور میرا ذکر نماز کو قائم کرنے سے ہی ہوگا۔ اور نماز کو قائم کرنا یہ ہے کہ باقاعدہ پانچ وقت نماز پڑھی جائے اور مردوں کے لئے حکم ہے کہ باجماعت نماز پڑھی جائے۔ عورتیں تو نماز گھر میں پڑھ سکتی ہیں۔

یاد رکھیں نماز کی اہمیت اللہ تعالیٰ نے اس قدر فرمائی ہے کہ فرمایا کہ نماز چھوڑنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ پس ہر احمدی کو اپنی نمازوں کی بہت زیادہ حفاظت کرنی چاہئے۔ جو بھی حالات ہوں، نمازوں کی طرف خاص طور پر توجہ دیں۔ اگر آپ نماز پڑھنے والے ہوں گے تو خدا تعالیٰ سے آپ کا براہ راست تعلق پیدا ہوگا۔ نہ آپ کو کسی اور وظیفہ کی ضرورت ہے، نہ کسی اور ورد کی ضرورت ہے، نہ کسی پیر فقیر کے پاس جانے کی ضرورت ہے۔ نماز کو ہی اپنا وظیفہ اور ورد بنا لیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترک نماز ہے۔ (ترمذی کتاب الایمان باب ما جاء فی ترک الصلوٰۃ)۔ یعنی جو نماز نہیں پڑھتا وہ مومن نہیں ہے۔ پس اللہ کے حکم کے مطابق اپنی نمازوں کی بہت حفاظت کریں، یہ آپ پہ فرض کی گئی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’انسان کی زاہدانہ زندگی‘‘ یعنی انسان کی نیکی کی زندگی ’’کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے‘‘ یعنی کہ جھکا رہتا ہے، روتا ہے، ’’امن میں رہتا ہے‘‘۔ جو انسان دعائیں مانگتا ہے وہ امن میں رہتا ہے ’’جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تضرع اور ابتہال کے ساتھ‘‘ یعنی اپنے آپ کو عاجز کر کے رونا اور گڑگڑانا۔ فرمایا ’’خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے‘‘۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو ربّ ہے اس کی مہربانی اور شفقت اور پیار کی گود میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے۔ ’’یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا‘‘۔ یعنی اس شخص نے اپنے ایمان کا مزا نہیں اٹھایا ’’جس نے نماز میں لذت نہیں پائی‘‘۔ جس کو نماز میں مزا نہیں آیا۔ نماز پڑھتے ہوئے مزا آنا چاہئے تبھی ایمان کا مزا ہے۔ نہیں تو ایمان کے بھی زبانی دعوے ہیں۔ ’’نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی‘‘ دانہ کھاتے ہوئے ’’ٹھونگے مارتی ہے، ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا۔ اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گزار دیتے ہیں۔ اور حضور الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو، نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

فاتحہ، فتح کرنے کو بھی کہتے ہیں۔ مومن کو مومن اور کافر کو کافر بنا دیتی ہے۔ یعنی دونوں میں ایک امتیاز پیدا کر دیتی ہے‘‘ فرق پیدا کر دیتی ہے ’’اور دل کو کھولنے، سینہ میں ایک انشراح پیدا کرتی ہے‘‘۔ انسان کے دل میں اس سے ایک روشنی پیدا ہوتی ہے۔ ’’اس لئے سورۃ فاتحہ کو بہت پڑھنا چاہئے‘‘۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ سے جو شروع ہوتی ہے اس کو سورۃ فاتحہ کہتے ہیں ’’اور اس دعا پر خوب غور کرنا ضروری ہے۔ انسان کو واجب ہے کہ وہ ایک سائل کامل اور محتاج مطلق کی صورت بناوے‘‘۔ یہ ضروری ہے ہر انسان کے لئے کہ ایک ایسا سوالی ہو جو کسی سے سوال کرنے میں بالکل پیچھے پڑنے والا سوالی ہو جائے۔ اور ایسی شکل بنائے جس کو بہت زیادہ کسی چیز کی ضرورت ہے۔ ’’اور جیسے ایک فقیر اور سائل نہایت عاجزی سے کبھی اپنی شکل سے اور کبھی آواز سے دوسرے کو رحم دلاتا ہے۔ اس طرح سے چاہئے کہ پوری تضرع اور ابتہال کے

ساتھ’’یعنی منت سے گڑگڑا کر، زاری کر کے روئے‘‘ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض حال کیا جائے۔ پس جب تک نماز میں تضرع سے کام نہ لے’’ جب تک نماز میں روئے نہیں‘‘ اور دعا کے لئے نماز کو ذریعہ قرار نہ دے، نماز میں لذت کہاں‘‘۔ (ملفوظات جلد نمبر2 صفحہ 145-146)

پس یہ معیار ہیں جو ہمیں حاصل کرنے چاہئیں۔ اپنے آپ کو دیکھیں جائزہ لیں کیا حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد یہ چیزیں ہم میں پیدا ہوگئی ہیں، یہ معیار ہم نے حاصل کر لیا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ بعض لوگ مختلف وظیفوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں بجائے اس کے کہ نماز پڑھیں اور دعائیں کریں۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وظیفوں کے ہم قائل نہیں البتہ دعا کرنی چاہئے خواہ اپنی ہی زبان میں ہو۔ سچے اضطراب اور سچی تڑپ سے، جناب الٰہی میں گداز ہو، یعنی ایک بے چینی سے اور ایک تڑپ کے ساتھ، ایک شوق کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے حضور میں جھکے ایسا کہ وہ قادر حیی و قیوم دیکھ رہا ہے۔ اور یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ جو ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے وہ ہمیں دیکھ بھی رہا ہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو گناہ پر دلیری نہ کرے گا۔ جب آدمی اس طرح نماز پڑھتا ہے اور عبادتیں کرتا ہے تو گناہوں سے بھی ہٹتا جاتا ہے، برائیوں اور بدیوں کو بھی چھوڑ دیتا ہے۔ جس طرح انسان آگ یا ہلاک کرنے والی اور اشیاء سے ڈرتا ہے، خطرناک چیزوں سے انسان ڈرتا ہے، ویسے ہی اس کو گناہ کی سرزنش سے ڈرنا چاہئے۔ اسی طرح اس گناہ کرنے سے بھی ڈرنا چاہئے اور اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ گناہ کرنے والے کو پکڑے گا۔ اگر یہ ڈر ہوگا تو بچے گا۔ گناہگار زندگی انسان کے لئے اس دنیا میں مجسم دوزخ ہے جس پر عذاب الٰہی کی سموم چلتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ گناہگار انسان کو مکمل طور پر دوزخ بنا دیتی ہے۔ اور ایسے گناہگاروں پر اللہ تعالیٰ کے غضب کی، غصے کی، ناراضگی کی ہوائیں چلتی ہیں اور اس کو ہلاک کر دیتی ہیں مار دیتی ہیں۔ جس طرح آگ سے انسان ڈرتا ہے، اسی طرح گناہ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی آگ ہے۔ ہمارا یہی مذہب ہے کہ نماز میں رو رو کر دعائیں مانگو تا اللہ تعالیٰ تم پر اپنے فضل کی نسیم چلائے۔ اپنے فضل کی ہوا چلائے۔ فرماتے ہیں کہ تمام رسولوں کو استغفار کی ایسی ضرورت تھی جیسے ہم کو ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیّین کا فعل اس بات پر شاہد ہے۔ کون ہے جو آپؐ سے بڑھ کر نمونہ بن سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی استغفار کیا کرتے تھے، جب آپؐ استغفار کرتے تھے تو پھر ہمیں کس قدر کرنا چاہئے۔ پس یہ سنت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمائی کہ نمازیں پڑھتے تھے، اللہ سے مغفرت طلب کرتے تھے اس کے آگے گڑگڑاتے تھے، روتے تھے۔ اس طرح دعائیں کرتے تھے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ کی سجدے کی حالت میں ایسی کیفیت ہو جاتی تھی جیسے ہنڈیا ابل رہی ہو۔

یعنی اس طرح آپ تڑپتے تھے اور روتے تھے اور سینے سے ایسی آواز آتی تھی جیسے ابلتی ہوئی ہانڈی پک رہی ہو۔ اس میں سے ابلتی ہوئی ہنڈیا کی آواز آتی ہے۔ پس دیکھیں ہمیں کس قدر استغفار کرنی چاہئے اور دعائیں کرنی چاہئیں تاکہ اپنے خدا کو راضی کریں۔

پھر ایک بہت بڑا حق جو ایک احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر عائد فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا حق ہے، وہ نظام جماعت کی اطاعت ہے۔ نمازوں کی طرف توجہ دلانے کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ زکوٰۃ بھی ادا کرو اور رسول کی اطاعت بھی کرو۔ فرمایا ﴿وَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ﴾ (النور:57) کہ اگر چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تو پھر نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ اس آیت سے پہلے جو آیت ہے اس میں مومنوں سے اللہ تعالیٰ نے خلافت کا وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے خلافت کا وعدہ ہے جو عبادت کرنے والے ہوں گے اور نیک عمل کرنے والے ہوں گے۔ اور عبادت کرنے والے اور نیک عمل کرنے والے وہ لوگ ہیں جیسا کہ اس آیت میں فرمایا جو نمازوں کو قائم کرتے ہیں، اس طرف توجہ رکھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر کی گئی مالی قربانی بھی عبادت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی خاطر آپ مالی قربانیاں کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں، چندے دیتے ہیں تو وہ بھی عبادت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ نمازوں کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ مالی قربانی کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ آج اگر آپ دیکھیں تو بحیثیت جماعت صرف جماعت احمدیہ ہے جو زکوٰۃ کے نظام کو بھی قائم رکھے ہوئے ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر مالی قربانیاں کرنے والی بھی ہے۔ اور اس میں خلافت کا نظام بھی رائج ہے۔ پس اس نظام کی برکت سے آپ تبھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں جب حقیقی معنوں میں مکمل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے اور عاشق صادق کی تعلیم پر عمل کرنے والے بھی ہوں گے۔ آپ نے بیعت کر کے ایک معاملے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر لی، آپ کے اس حکم کو مان لیا کہ جب میرا مسیح و مہدی ظاہر ہو تو اگر تمہیں برف کی سلوں پر بھی چل کر جانا پڑے تو اس کے پاس جانا اور میرا اسلام کہنا۔ اللہ نے فضل فرمایا یہاں آپ تک یہاں احمدیت کا پیغام پہنچا اور آپ نے احمدیت کو قبول کر لیا لیکن جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اتنا کر لینا ہی کافی نہیں ہے کہ ہم نے مان لیا اور سلام کہہ دیا۔ بلکہ اپنے اندر تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہیں۔ خلافت اور نظام جماعت سے تعلق بھی قائم کرنا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کے مطابق بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش بھی کرنی ہے۔

اس بارے میں اب پھر مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ یہ ایک تقریب ہے جو اللہ تعالیٰ نے سعادت مندوں کے لئے پیدا کر دی ہے۔ یعنی ایک موقع پیدا کر دیا ہے ایسے لوگوں کے لئے جن کے دلوں میں نیکی تھی۔ مبارک وہی ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ تم لوگ جنہوں نے میرے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے اس بات پر ہرگز مغرور نہ ہو جاؤ۔ اس بات پر تمہیں کوئی فخر نہ ہو کہ جو کچھ تم نے پانا تھا پا چکے، یہ سچ ہے کہ تم ان منکروں کی نسبت قریب تر بہ سعادت ہو جنہوں نے اپنے شدید انکار اور توہین سے خدا کو ناراض کیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان منکرین سے بہر حال بہتر ہو جنہوں نے مسیح و مہدی موعود کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیا۔ اور یہ بھی سچ ہے کہ تم نے حسن ظن سے کام لے کر خدا تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کی۔ حسن ظن کیا کہ جو دعویٰ کرنے والا ہے وہ سچا ہی ہے اور یہی شخص ہے جس نے آنا تھا تم نے مان لیا اور اس سے تم اللہ تعالیٰ کے غضب سے اپنے آپ کو بچاؤ گے لیکن سچی بات یہی ہے کہ تم اس چشمے کے قریب آ پہنچے ہو جو اس وقت خدا تعالیٰ نے ابدی زندگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ وہ ایسا چشمہ ہے جہاں سے پانی نکلتا ہے اس کے قریب تو آ گئے ہو جو ہمیشہ کی زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ ہاں پانی پینا ابھی باقی ہے۔ قریب پہنچ گئے ہو اب پانی بھی پینا ہے پس خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے توفیق چاہو کہ وہ تمہیں سیراب کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ اس پانی کو پینے کی بھی تمہیں توفیق عطا فرمائے۔ صرف چشمے کے قریب پہنچ کے کھڑے نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ جو اس چشمے سے پیئے گا وہ ہلاک نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ پانی زندگی بخشتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم پر جو اسلام کی تعلیم ہے اس پر چلنا، قرآن کریم پر عمل کرنا۔ یہ ایسا پانی ہے جو زندگی بخشتا ہے اور ہلاکت سے بچاتا ہے اور شیطان کے حملوں سے محفوظ کرتا ہے اس چشمے سے سیراب ہونے کا کیا طریق ہے؟ یہی کہ خدا تعالیٰ نے جو دو حق تم پر قائم کئے ہیں ان کو بحال کرو اور پورے طور پر ادا کرو ان میں سے ایک خدا کا حق ہے دوسرا مخلوق کا حق۔ اللہ کی مخلوق کے حق کیا ہیں۔ جیسا کہ آپؑ فرما چکے ہیں مَیں نے پہلے بھی اقتباس میں پڑھا تھا۔ ایک دوسرے سے سچی ہمدردی ہو۔ حدیث میں آتا ہے، مسلمان کو آپس میں اس طرح ہونا چاہئے جس طرح ایک جسم کا حصہ۔ جب جسم کے ایک حصے کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام جسم کو تکلیف پہنچتی ہے پس جماعت کے ہر ممبر کو چاہئے، ہر احمدی کو چاہئے کہ اس طرح اپنے اندر ایک دوسرے کی تکلیف کا احساس پیدا کریں کہ جب ایک کو تکلیف ہو تو سب کو تکلیف ہو، اور پھر اس طرح جب ایک دوسرے کی تکلیف کا احساس پیدا کریں گے تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی کو اپنے سے کم تر سمجھیں یا کسی احمدی کے لئے دل میں رنجش پیدا ہو۔ ایک دوسرے سے ناراضگیاں پیدا ہوں، شکایتیں پیدا ہوں۔ اور اس ہمدردی کو حضرت مسیح موعودؑ نے صرف آپس میں تعلق بڑھانے تک ہی محدود نہیں رکھنا بلکہ فرمایا کہ یہی نہیں کہ یہ ہمدردیاں تم آپس میں ہی احمدی احمدی سے رکھو بلکہ فرمایا کہ بظاہر جن کو تم اپنا دشمن سمجھتے ہو یا جو تمہارے سے دشمنی کا سلوک کرتے ہیں، تمہاری مخالفت کرتے ہیں ہر وقت اس کوشش میں رہتے ہیں کہ کس طرح تمہیں نقصان پہنچائیں، ان کے ساتھ بھی ہمدردی کرو اور ہمدردی کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ان کے لئے دعا کرو اور ان تکلیف دینے والے لوگوں کے لئے بھی اپنا سینہ صاف رکھو۔ جب تم اس طرح سینہ صاف رکھو گے، اپنا دل لوگوں کے لئے صاف رکھو گے تو پھر یہی حقیقی معنوں میں رسول کی اطاعت ہوگی اور تم رسول کی اطاعت کرنے والوں میں شمار ہو سکتے ہو۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اس بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ”حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ تو قطع تعلق کرنے والے سے تعلق قائم رکھے اور جو تجھے نہیں دیتا اسے بھی دے“۔ جو تمہارے سے تعلق توڑتا ہے اس سے بھی تعلق قائم کرو جو تمہیں نہیں دیتا اس کو بھی دو، کوئی کسی قسم کا تمہارا حق ادا نہیں کرتا تب بھی اس کا حق ادا کرو۔ جو تجھے برا بھلا کہتا ہے اس سے تُو درگزر کرے“۔(مسند احمد بن حنبل صفحہ438) جو تمہیں برا بھلا کہے گالیاں دے اس کو معاف کر دو، نظر پھیر کے اس سے چلے جاؤ بجائے لڑائی کرنے کے۔

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم جس پر چلنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ جب ہم ایسے رویے اختیار کریں گے تو جماعت کے اندر بھی اور ماحول میں بھی درگزر اور قصور معاف کرنے کی فضا پیدا کریں گے۔ ایک دوسرے کو معاف کرنے والے ہوں گے۔ اور نتیجۃً جھگڑوں اور فسادوں کو ختم کرنے والے ہوں گے۔

پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے عاجزی اختیار کرو۔ کیونکہ تکبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عائشہ! عاجزی اختیار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور تکبر کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔

پس یہ حکم ایسا ہے کہ اگر ہم اس پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ ساتھ، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں، سوسائٹی میں امن اور محبت کی فصلیں اگا رہے ہوں گے کسی کو کبھی اپنی قوم کا یا خاندان کا تکبر نہیں کرنا چاہئے۔ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ ایک دوسرے کی عزت کریں، احترام کریں، ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں تو یہی چیزیں ہیں جو ہر قسم کی دشمنیاں ختم کرنے والی ہوں گی۔

یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے رہنے کی ضرورت ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے رہیں اور اس سے دعا مانگیں۔ آپ کے دل میں اللہ کا خوف ہو ہر وقت یہ احساس ہو کہ ایک خدا ہے جس کے سامنے ہم نے پیش ہونا ہے اور پھر ہمارا حساب کتاب بھی ہونا ہے۔ اگر تو یہ احساس قائم رہے گا تو جس دل میں بھی یہ احساس قائم رہے گا وہ اللہ کے حقوق ادا کرنے والا بھی ہوگا اور بندوں کے حقوق ادا کرنے والا بھی ہوگا۔ اور ایک احمدی کے دل میں جیسا کہ مَیں نے کہا یہ احساس ہونا چاہئے ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک احمدی میں اور دوسروں میں عبادت کے لحاظ سے بھی اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق ادا کرنے کے لحاظ سے بھی ایک واضح فرق ہونا چاہئے، اور نظر بھی آنا چاہئے۔ ہر ایک کو نظر آئے اور آپ کے یہ نیک نمونے ہی ہیں جو دوسروں کو آپ کے قریب کریں گے اور آپ کو یہ توفیق ملے گی کہ دنیا کو بھی اس طرف توجہ دلا سکیں کہ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے یہ راستے ہیں جن پر ہم چل رہے ہیں تم بھی آؤ اور اپنی دنیا کو بھی سنوار لو اور اپنی آخرت کو بھی سنوار لو۔ ہر بچہ، بوڑھا، مرد، عورت اس طرف توجہ کرے کہ ہم نے حقیقی معنوں میں خدا کا عبادت گزار بندہ بننا ہے اور مخلوق کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں۔ جب آپ میں سے ہر ایک اپنے میں یہ انقلاب پیدا کرنے والا بن جائے گا تو آپ دیکھیں گے کہ جماعت کی ترقی آپ کو اس چھوٹے سے خوبصورت جزیرے میں نظر آئے گی۔ پس ابھی سے اپنے اندر یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کریں، اس جلسے کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان جلسوں کا مقصد یہ بیان فرمایا تھا کہ احمدیوں کے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا ہو۔ تو اس سے فائدہ اٹھائیں، اپنے یہ دو دن دعاؤں میں لگائیں اور پھر ان دعاؤں کو ہمیشہ زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ یہ نہ ہو کہ یہاں سے جائیں تو پھر بھول جائیں کہ نمازیں بھی پڑھنی تھیں کہ نہیں، دعائیں بھی کرنی تھیں کہ نہیں، بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے تھے کہ نہیں۔ بلکہ آپ کی زندگی کا یہ حصہ بن جانی چاہئیں۔ اسی طرح دعاؤں کے علاوہ اس جلسے کے ماحول میں، جب کافی یہاں اکٹھے ہوں گے، جمع ہوں گے تو ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی بھی عادت ہونی چاہئے۔ بعض دفعہ کوئی اونچ نیچ ہو جاتی ہے، اس لحاظ سے ایک دوسرے کو برداشت کریں گے تو حقوق بھی ادا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خلافت سے عقیدت

شجر سے جو رہے وابستہ وہ پھلدار ہو جائے
جو کٹ کر گر گیا بے دست و پا بیکار ہو جائے

خلافت سے عقیدت کی جو رسم و راہ رکھتا ہے
نہیں ممکن وہ خالی ہاتھ یا نادار ہو جائے

محبت میں خدا کی پھر وہ آگے بڑھتا رہتا ہے
ہو ننگے پاؤں اور پیوست نوکِ خار ہو جائے

اُسے اندیشۂ سود و زیاں باقی نہیں رہتا
کوئی گردن کٹا دے یا کوئی سنگسار ہو جائے

خزائن علمِ روحانی کے اس کو بخشے جاتے ہیں
وہ تابندہ ، درخشندہ بُلند افکار ہو جائے

نہیں تنہا خلافت کا جو دامن تھامے رہتا ہے
یقیں رکھو خدا خود اُس کا یارِ غار ہو جائے

نہیں کچھ دخل اس میں زورِ بازو یا اراد ت کا
سعادت حق سے پا کر دِل فدائے یار ہو جائے

الٰہی مجھ کو وابستہ شجر سے حشر تک رکھنا
شجر پھولے پھلے اور خوب سایہ دار ہو جائے

مِرے دامن میں ڈھیروں پھول برکاتِ خلافت کے
یہ وہ دامن نہیں الجھے ، الجھ کر تار ہوجائے

کوئی سجدوں میں گر کر رو رہا ہے گڑگڑاتا ہے
خدایا آدمی کو آدمی سے پیار ہو جائے

بہت طوفان ہے یہ کشتیٔ نوح کا کھویّا ہے
خدایا احمدیت کا سفینہ پار ہو جائے

بچایا جائے گا وہ جو بھی اس کشتی میں آئے گا
جسے ہمراہ چلنا ہو ، ابھی تیار ہو جائے

جو ہم کو آزماتے ، طنز کے نشتر چبھوتے ہیں
ہماری خامشی ان کے لئے گفتار ہو جائے

بہار احمدیت کو خزاں سے دُور رکھ یا ربّ
الٰہی صحنِ احمد پھر سے گل و گلزار ہو جائے

جو پتھر مارنے آئے تھے اب ہمراہ چلتے ہیں
تعجب ! اتنی اُلجھی راہ یوں ہموار ہو جائے

ترا حسنِ تکلّم دیکھ کر دل سے دُعا نکلی
ہر اک خادم خدایا تجھ سا خوش گفتار ہو جائے

نچھاور تجھ پر اے آقا عقیدت کے یہ چند آنسو
خوشا اے دل خلوص و جذب کا اظہار ہو جائے

بقیہ:اطاعت خلافت از صفحہ نمبر4

بھی اپنے امام کے سچے مطیع تھے۔چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:’’میاں محمود بالغ ہے اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے......مَیں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے اور ایسا فرمانبردار کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں۔

۞......آپ کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے چند حوالے پیش کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں:-

’’خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اُس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اُس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 24جنوری1936ء، مندرجہ الفضل31جنوری1936ء صفحہ9)

۞......حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’مَیں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاسکتے۔جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کرسکتے۔پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا، تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔‘‘

(الفضل4ستمبر1937ء صفحہ8)

عاقل کا یہاں پہ کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود مرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

۞......حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

’’وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کرسکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کرسکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کرسکتا ہے۔‘‘

(الفضل20نومبر1946ء.صفحہ7)

ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

’’یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے......ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔خدا کے حضور اس کے ان دعوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا۔‘‘

(الفضل 15نومبر1946ء، صفحہ6)

خلافت کی اطاعت اور اس کی کامل فرمانبرداری کے بارے میں مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:-

’’اس کی معیت، اس کی رفاقت، اس کی اطاعت، اس کی حرکت پر حرکت، اس کے سکون پر سکون، اس کی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر اتفاق جان و مال، ہر مسلمان کے لئے فرض کردیا گیا۔ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر اسلامی زندگی کی روشنی میں نہیں آسکتا۔اسلام کی اصطلاح میں اسی قومی مرکز کا نام ’’خلیفہ‘‘ اور ’’امام‘‘ ہے۔‘‘

(مسئلہ خلافت ازمولانا ابوالکلام آزادصفحہ38)

اسی طرح حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ اپنی کتاب منصب امامت میں لکھتے ہیں:-

’’امام وقت سے سرکشی اور روگردانی گستاخی کا باعث ہے۔امام کے ساتھ بلکہ خود گویا کہ رسول کے ساتھ ہمسری ہے اور خفیہ طور پر خود رب العزت پر اعتراض ہے کہ ایسے ناقص شخص کو کامل شخص کی نیابت کا منصب عطا ہوا۔الغرض اس کے توسل کے بغیر تقرب الٰہی محض وہم و خیال ہے جو سراسر باطل اور محال ہے۔‘‘

(منصب امامت صفحہ111.ازشاہ اسماعیل شہید مترجم حکیم محمدحسین علوی مطبوعہ حاجی حنیف اینڈسنزلاہور)

حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک جنگ کے موقع پر خالد بن ولیدؓ جو کمانڈرانچیف تھے۔حضرت عمرؓ نے انہیں ہٹا کے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو کمانڈرانچیف بنادیا۔خالد بن ولیدؓ خود ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے پاس گئے اور کہا کہ خلیفہ وقت کے حکم کی فوری تعمیل کریں اور کمانڈرانچیف کا عہدہ سنبھال لیں۔مجھے آپ جو بھی کام دیں گے میں کروں گا خواہ چپڑاسی کا کام دیں۔

خالد بن ولیدؓ جانتے تھے کہ اصل برکت خلافت کی اطاعت میں ہے اور وہی کامیاب ہوگا جس کے ساتھ خلیفہ وقت کی دعائیں اور تائید ہوگی۔تاریخ گواہ ہے کہ وہ جنگ بڑی شان کے ساتھ جیتی گئی۔

عبداللہ بن رواحہؓ نے مسجد جاتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی بیٹھ جاؤ تو آپ وہیں بیٹھ گئے حالانکہ وہ حکم مسجد والوں کے لئے تھا مگر آپ نے یہ گوارا نہ کیا کہ آنحضور کی آواز کانوں میں پڑے اور اس کی تعمیل نہ ہو۔

یہ نظارہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بھی دکھایا اور ابھی خلافت خامسہ کے انتخاب کے معاً بعد جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت سے بیعت لینے لگے تو مسجد فضل لنڈن میں کھڑے احباب سے فرمایا بیٹھ جائیں۔جب یہ اعلان لاؤڈ سپیکر پر ہوا کہ حضور نے فرمایا ہے بیٹھ جائیں تو ساری دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ لنڈن کی سرد رات تھی ہزاروں کا مجمع جو سڑک پر کھڑا تھا اور اپنے نئے امام کی بیعت کرنے کو تیار تھا اسے جب یہ حکم سنائی دیا کہ بیٹھ جائیں تو ایک ہی لمحے میں ہزاروں کا مجمع ٹھنڈی سڑک پر بیٹھ گیا۔اور یوں ہزاروں احمدیوں نے عبداللہ بن رواحہ کے اپنے پیارے امام کی اطاعت کی۔اور اپنے پیارے مسیح موعود کے اس ارشاد کی تعمیل کی کہ تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔اطاعت ہو تو ویسی ہو۔اپنے اس نئے امام کی جس کی ابھی بیعت بھی نہیں کی آواز پر فوری لبیک کہتے ہوئے اسی لمحے زمین پر بیٹھ کر اطاعت کے باب میں ایک نئی تاریخ رقم کی۔

روس کے ایک بادشاہ نے اپنے دربان ٹالسٹائے کو حکم دیا کہ اندر کسی کو نہیں آنے دینا۔بادشاہ کا بیٹا آیا اور اندر داخل ہونا چاہا مگر دربان نے روک دیا۔شہزادے نے ناراض ہو کے دربان کو مارا تین چار مرتبہ اسی طرح ہوا دربان مار کھاتا رہا مگر شہزادے کو اندر نہ جانے دیا۔

بادشاہ نے آکے دربان سے کہا کہ شہزادے کو بات نہ ماننے اور ہاتھ اٹھانے کی سزا دو اور اسے مارو۔شہزادے نے کہا کہ مَیں شاہی خاندان کا فرد ہوں ایک دربان مجھے نہیں مارسکتا۔اس پر بادشاہ نے ترقی دیتے دیتے اُس دربان کو کاؤنٹ(Count) بنادیا اور پھر حکم دیا کہ کاؤنٹ ٹالسٹائے اس شہزادے کو مارو اور دربان سے شہزادے کو پٹوایا اور اپنی بات کی عظمت کو قائم رکھا۔

وہ تو روس کا ایک بادشاہ تھا جسے اپنی بات کی اس قدر غیرت تھی کہ اس نے اپنے ہی خون کو اپنے دربان کے ہاتھوں پٹوادیا۔تو وہ شخص جسے خدا نے تمام دنیا کا امام بنایا ہوا اور اُس کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہو جسے خدا تعالیٰ نے اپنی شناخت کا ذریعہ بنایا ہو۔جس کی کامیابی کا خود خدا ضامن ہو اس کی نافرمانی گویا خدا تعالیٰ سے جنگ کی تیاری ہو۔وہ وجود جو خدا کے نمائندہ کی حیثیت سے تمام دنیا کا امام بن کے خدا کی توحید کا پرچار کرنے والا ہو اس کی نافرمانی یقینی طور پر خدا کے عذاب کو آواز دینا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’مبلغین اور واعظین کے ذریعہ بار بار جماعتوں کے کانوں میں یہ آواز پڑتی رہے کہ پانچ روپے کیا، پانچ ہزار روپے کیا، پانچ لاکھ روپے کیا، پانچ ارب روپے کیا، اگر ساری دنیا کی جانیں بھی خلیفہ کے ایک حکم کے آگے قربان کردی جاتی ہیں تو وہ بے حقیقت اور ناقابل ذکر چیز ہیں......اگر یہ باتیں ہر مرد، ہر عورت، ہر بچے، ہر بوڑھے کے ذہن نشین کی جائیں اور ان کے دلوں پر ان کا نقش کیا جائے تو وہ ٹھوکریں جو عدم علم کی وجہ سے لوگ کھاتے ہیں کیوں کھائیں۔‘‘

(تعلیم العقائدوالاعمال پرخطبات ازحضرت مصلح موعودصفحہ63مرتبہ ادارہ ترقی اسلام سکندرآباددکن)

’’تم سب امام کے اشارے پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرّہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔جب وہ حکم دے بڑھو اور جب وہ حکم دے ٹھہر جاؤ اور جدھر بڑھنے کا وہ حکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا وہ حکم دے اُدھر سے ہٹ جاؤ۔‘‘

(انوارالعلوم جلد14صفحہ515-516)

امام کی ڈھال کے پیچھے آجاؤ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’اے دوستو! بیدار رہو اور اپنے مقام کو سمجھو اور اُس اطاعت کا نمونہ دکھاؤ جس کی مثال دنیا کے پردہ پر کسی اور جگہ پر نہ ملتی ہو اور کم سے کم آئندہ کے لئے کوشش کرو کہ سَو(100) میں سے سَو ہی کامل فرمانبرداری کا نمونہ دکھائیں اور اُس ڈھال سے باہر کسی کا جسم نہ ہو جسے خدا تعالیٰ نے تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے اور ’’اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ‘‘ پر ایسا عمل کرو کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی روح تم سے خوش ہوجائے۔ (انوارالعلوم جلد14صفحہ525)

پس آج ہم سب کا فرض ہے کہ ہم سب اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ایک اشارے پر آپ کے دائیں بھی لڑیں اور بائیں بھی لڑیں اور آگے بھی لڑیں اور پیچھے بھی لڑیں۔

ہم طلحہ کا ہاتھ بن کے خلافت احمدیہ کی طرف بڑھنے والے ہر تیر کو اپنے ہاتھوں پہ لے لیں۔اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل اور کوئی دشمن کوشش خلافت احمدیہ کا بال بھی بیکا نہ کرسکے۔

ہم دلی بشاشت سے لذت و سرور محسوس کرتے ہوئے اپنے امام کی ہر بات کو ماننے والے ہوں۔ہم ایسی اطاعت کرنے والے ہوں کہ ہمارے دلوں کی نالیاں اطاعت کے پانی سے لبریز ہوکے بہہ نکلیں۔

ہم اپنے امام کی ہر امر میں اس طرح پیروی کرنے والے ہوں جس طرح نبض حرکت قلب کی پیروی کرتی ہے۔

ہم اپنے آپ کو اپنے امام کے ہاتھ میں اس طرح دینے والے ہوں جس طرح میّت غسّال کے ہاتھ میں۔

ہم اپنے امام سے اس طرح وابستہ ہوں جس طرح گاڑیاں انجن کے ساتھ۔

ہم خلافت احمدیہ کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار ہوں اور اپنی اولاد در اولاد کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہنے کی تلقین کرنے والے ہوں۔

خلافت کی محبت اور اطاعت ہمارے چہروں سے اس طرح جھلک رہی ہو کہ دیکھنے والا ہر دشمن جاکے اس بات کی گواہی دے کہ تم لوگ خلافت احمدیہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے کیونکہ اس کے چاہنے والے انسان نہیں موتیں ہیں جو خلافت کی خاطر اپنا تن من دھن قربان کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ کے ان الفاظ پہ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

’’خلافت زندہ رہے اور اس کے گرد جان دینے کے لئے ہر مومن آمادہ کھڑا ہو۔صداقت تمہارا زیور، امانت تمہارا حسن، تقویٰ تمہارا لباس ہو۔خدا تعالیٰ تمہارا ہو اور تم اُس کے ہو۔آمین!‘‘

۞۞۞۞۞

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 2

حضور انور نے فرمایا: سو سال قبل قوموں نے آپس میں جنگ نہ کرنے اور امن قائم کرنے کا معاہدہ کیا تھا لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ وجہ صرف یہی ہے کہ ان کے دوہرے معیار ہیں۔لیکن اس وقت یہ میرا موضوع نہیں ہے۔ مَیں اس وقت اسلام کی رواداری کی خوبصورت تعلیم کے بارہ میں بیان کروں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: اگر ہر مذہب کے لوگ خداتعالیٰ کا خوف اپنے دل میں بٹھا لیں تو امن قائم ہو سکتا ہے۔ہم احمدی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔اسی غرض سے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا گیا۔اسلام کی خوبصورت تعلیم کی روشنی کو احمدی ساری دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔اسلام امن کی خوبصورت تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہے۔تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ان میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: پس تم بہترین مخلوق ہو لیکن اس وقت جب خدا کی مخلوق سے ہمدردی کرو گے اور ظلم سے کام نہیں لو گے اور نہ ظلم میں کسی کی مدد کرو گے۔ جو کوئی اپنے ہمسایہ سے زیادتی کرتا ہے وہ ظلم کرتا ہے۔ جو ملک کے قانون پر کاربند نہیں ہوتا وہ بھی ظلم کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً ’’سلام‘‘ کہتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: پس اللہ کے یہ بندے جو زمین پر چلتے ہیں تو عاجزی سے چلتے ہیں اور مغرور نہیں ہوتے اور عاجزی، انکساری ان کی پہچان ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اگر تم اعلیٰ اخلاق اختیار کرو گے تو اللہ کے فضلوں کے وارث ہو گے۔ جو عفو سے کام لیتے ہیں خداتعالیٰ ان سے پیار کا سلوک کرتا ہے۔ اس آیت میں غصّہ دبانے اور معاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔کسی کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ اس تعلیم کے بعد شروع اسلام میں کیوں اس قدر جنگیں ہوئیں۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں یہ بتاتا چلوں کہ قرآن کریم کی تعلیم انسانی فطرت کے مطابق ہے۔مجرموں کے لئے اس لئے سزائیں رکھی گئی ہیں تاکہ جرم نہ پنپ سکے اور اسے ختم کیا جاسکے تاہم کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔انتقام نہیں ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے دعویٰ کیا کہ انہیں خدا کی طرف سے اس لئے بھیجا گیا تاکہ بتوں کی بجائے واحد خدا کی پرستش کی جائے۔ اس پر آنحضرت ﷺ اور جو آپ کے ماننے والے تھے ان پر ظلم کی انتہاء کردی گئی۔ان میں سے بعض کو دو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر انہیں مخالف سمتوں میں دوڑایا گیا۔ان مظالم کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو مدینہ ہجرت کرنی پڑی۔ یہاں بھی مشرکین مکہ نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں امن سے نہ رہنے دیا گیا۔تب جاکر رسول کریم ﷺ کو حکم ملا کہ ان سے جنگ کرو کیونکہ انہوں نے ظلم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ ان لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے انہیں قتال کی اجازت دی جاتی ہے اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ اس کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کرتے ہیں۔اس کمزوری کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مدد کی بشارت دی اور اللہ تعالیٰ نے 313 کے مقابل پر 1000 لوگوں کو شکست دی۔

حضور انور نے فرمایا: اسلام میں مذہبی آزادی ہے۔ ہر کوئی جو مذہب اس کا ہے اس پر عمل کرسکتا ہے۔لڑائی کی اجازت صرف امن قائم کرنے کے لئے دی گئی ہے اور دہشت گردی ختم کرنے کے لئے دی گئی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں نے آنحضرت ﷺ کی مثال دی ہے جن پر ظلم کئے گئے اور حملے کئے گئے تو ہجرت کے آٹھ سال بعد جب مکہ فتح ہوا تو مسلمانوں میں سے اکثریت جن پر ظلم کئے گئے تھے ان پر مشتمل دس ہزار کے لشکر نے جب مکہ فتح کیا تو آنحضرت ﷺ نے اعلان کیا کہ اگر تم جنگ نہ کرو گے تو تم سے معافی کا سلوک کیا جائے گا۔اس موقع پر عکرمہ بھاگ گیا تو اس کی بیوی اس کو بلا کر لائی۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اسے معاف کردیا گیا ہے۔ معافی کی ایسی اعلیٰ مثال آنحضرت ﷺ نے پیش کی کیونکہ آپ کا اصل مقصد انتقام لینا، بدلہ لینا نہیں تھا بلکہ اصل مقصد امن کا قیام تھا۔آپ کی یہ عام معافی اور اعلیٰ اخلاق کا نمونہ اس لئے تھا تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہو۔کوئی ذاتی خواہش یا بدلہ مدنظر نہ تھا۔

حضور انور نے فرمایا: پس اسلام پر حملہ کرنے کی بجائے امن اس صورت میں قائم ہوسکتا ہے اگر ہم امن کی خاطر اور اللہ سے تعلق کی بنا پر اکٹھا ہوسکیں۔اگر ایسا ہو تو یہ دنیا جنت کا نمونہ بن سکتی ہے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا: آپ مہمانوں کا یہاں آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ امن سے محبت رکھتے ہیں۔ آخر پر حضور انور نے سب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا دی کہ اللہ آپ پر فضل کرے۔

بعدازاں کھانے کے دوران بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ممبران پارلیمنٹ سے مختلف امور پر گفتگو فرماتے رہے۔

اس تقریب عشائیہ کے آخر پر حضور انور نے دونوں ممبران پارلیمنٹ کو شلیڈ عطا فرمائی۔

اس تقریب میں شرکت کرنے والے مہمانوں سے ملنے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت ان مہمانوں کے پاس تشریف لے گئے۔منتظمین ساتھ ساتھ مہمانوں کا تعارف کرواتے اور حضور انور مہمان سے گفتگو فرماتے۔تصاویر ساتھ ساتھ کھینچی جارہی تھیں۔مہمان حضور انور سے مل کر بہت خوشی کا اظہار کرتے۔بعض مہمان اپنے کیمروں سے بھی حضور انور کی تصاویر بنا رہے تھے اور حضور انور کی شخصیت سے بہت متاثر تھے۔آخر پر ممبران پارلیمنٹ نے بھی حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔

آٹھ بج کر بیس منٹ پر یہ تقریب ختم ہوئی اور حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

ساڑھے آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

16/اپریل 2006ء بروز اتوار:

صبح سوا پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے جلسہ سالانہ کا آخری دن تھا۔اختتامی اجلاس کے لئے گیارہ بج کر پچیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔احباب نے پرجوش نعروں سے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔جب احباب مختلف نعرے لگارہے تھے تو حضور نے فرمایا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نعرہ لگائیں۔اور شہدائے احمدیت کا نعرہ بھی لگائیں۔جس پر احباب نے پرجوش نعرے بلند کئے۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مرزا مظفر احمد صاحب نے کی۔اس کا اردو ترجمہ عمر شہاب خان صاحب نے پیش کیا۔اس کے بعد مکرم ثاقب محمود عاطف صاحب نے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام ؎

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔

بعدازاں اطفال کے ایک گروپ نے کورس کی شکل میں حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ؎

بدرگاہ ذی شان خیر الانام
عَلَیْکَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ السَّلَام

ترنم کے ساتھ پڑھا۔

تعلیمی میڈلز کی تقسیم

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمی میدان میں اعلیٰ کامیابی اور نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو میڈل اور شیلڈ عطا فرمائیں۔ درج ذیل خوش نصیب طلباء نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے میڈل اور شلیڈ حاصل کرنے کی سعادت پائی۔

ملک عمران احمد،عبداللطیف ،ارشد سعید،عاصم عزیز،حسّان بشیر،عمران بشیر،محسن سلیم ،مبشر احمد ،سید عبدالقدوس،زاہد منور،ذوالفقار احمد خان،ذوالقرنین احمد، عمر شہاب خان،محمد عبدالماجد،احیاء الدین،سید نواز احمد،محمد تراب خان،گلفام احمد،طارق چوہان اور خالد چوہان۔

اللہ تعالیٰ یہ کامیابیاں اور یہ اعزاز سب طلباء کے لئے بہت مبارک کرے اور آئندہ عظیم الشان کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اختتامی خطاب

تقسیم انعامات کی اس تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بارہ بج کر دس منٹ پر اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 37 کی تلاوت فرمائی اور فرمایا:

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا 22واں جلسہ سالانہ اختتام کو پہنچ رہا ہے۔یہ جلسے جو جماعت میں منعقد ہوتے ہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا بہت بڑا مقصد تقویٰ کے معیار کو بڑھانا قرار دیا ہے اور اپنی جماعت میں شامل ہونے والوں کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ دلانا ہے۔

حضور انور نے اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان جلسوں کے ذریعہ جو آج اُس جلسے کی اتباع میں تمام دنیا میں منعقد ہو رہے ہیں جس کا ایک نمونہ آج اس ملک اور اس براعظم میں دیکھ رہے ہیں۔ اور آج اس دور دراز علاقہ میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان نظر آرہا ہے۔حضور انور نے قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک چھوٹی سی بستی قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے چند لوگ اس لئے جمع ہوئے تھے کہ ان مقاصد کے حصول کی کوشش کریں اور یہ لوگ صرف ہندوستان سے جمع ہوئے تھے۔

آج امریکہ، یورپ اور ایشیا سے لوگ پہنچے ہیں۔ صرف اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمائندہ اس جلسہ میں شامل ہو رہا ہے۔آج تیز رفتار سہولتوں کے باوجود چوبیس پچیس گھنٹے کے سفر کرکے پہنچے ہیں اور ملک کے اندر سے بھی لمبے فاصلے طے کرکے آئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر یہاں آنے والے وہ مقصد حاصل نہ کرسکیں جو جلسہ کا مقصد ہے تو پھر یہ جلسہ بے فائدہ ہے۔حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ پر چلتے ہوئے دو امور کی طرف توجہ دلائی۔ایک تو روحانیت بڑھانا، دوسرے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا، بندوں کے حقوق ادا کرنا۔

حضور انور نے فرمایا: اس وقت مَیں اعلیٰ اخلاق کے بارہ میں بتانا چاہتا ہوں۔اعلیٰ اخلاق اور حقوق العباد کا خیال رکھنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح عبادت کرنا ضروری ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرف بہت توجہ دلائی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ منہ سے یہ اظہار کرنے سے کہ ہم جماعت سے اخلاص اور وفا رکھتے ہیں اس وقت تک معیار نہیں سمجھا جاسکتا جب تک خدا کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرو۔اور خدا اور بندوں کے حقوق اس وقت بھی ادا کریں کہ جب تمہارے ذاتی مفاد بھی متأثر ہوتے ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: اگر ایک انسان نمازیں بڑی پڑھتا ہے، چندے دیتا ہے لیکن اس کی سب نیکیاں بیکار ہیں جب تک بندوں کے حقوق ادا نہیں کرتا۔پس ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم میں سے کتنے ہیں جو سوفیصد حقوق ادا کرنے والے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: کئی مرد جو نمازیں پڑھنے والے ہیں، چندہ دینے والے ہیں، جماعتی کاموں میں حصہ لینے والے ہیں، لیکن گھر جائیں تو بیویوں سے ناروا سلوک کرتے ہیں۔بعض والدین اپنے بچوں کے ذریعہ حقوق تلف کروا رہے ہوتے ہیں۔بعض بیویاں اپنے خاوندوں کے ذریعہ اس کے والدین کے حقوق تلف کروا رہی ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض بیویاں چھوڑ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ انہیں رکھتے ہیں اور نہ بساتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش ہوا کہ ایک خاوند نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے نہ رکھوں گا نہ بساؤں گا۔ پھر جب طلاق والی آیات نازل ہوئیں اور طلاق کی تعداد مقرر ہوئی تو تب اس عورت کی جان چھوٹی۔ لیکن اب بھی ایسے معاملے سامنے آتے ہیں کہ مرد کہتے ہیں کہ ہم تنگ کریں گے، طلاق، خلع کے معاملہ کو لٹکائیں گے اور دستخط وغیرہ نہیں کریں گے۔ بہرحال ایسی صورت میں نظام جماعت ایکشن لیتا ہے اور لینا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: جو آیت تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار

ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک نہیں ہوئے۔ یقیناً وہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبّر اور شیخی بگھارنے والا ہو۔

حضور انور نے فرمایا: دیکھیں قریبی رشتہ داروں میں سے جو قریب ترین رشتہ ہے وہ ماں باپ کا ہے اور تعلیم یہ ہے کہ ان کے حقوق سے لے کر معاشرہ کے اُس شخص کے حقوق ادا کرو جس کو تم جانتے بھی نہیں ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اعلیٰ نیکی یہی ہے کہ بدی کا بدلہ نیکی سے دو، احسان سے دو۔ یہی اعلیٰ اخلاق ہیں اور یہی حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بندوں کے حقوق میں سے پہلا حق والدین کا ہے جو اپنے بچوں کی شروع سے ہی پرورش کررہے ہوتے ہیں۔ ماں بچہ کی زیادہ پرورش کررہی ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو جسمانی مشقّت میں ڈال کر بچے کی پرورش کررہی ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کس کا مجھ پر زیادہ حق ہے؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری ماں کا۔ تین بار پوچھنے پر یہی فرمایا تیری ماں کا۔ چوتھی بار فرمایا: پھر تیرے باپ کا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ماں باپ تجھے ایسی بات کہہ دیں جو تجھے ناپسندیدہ ہو تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا بلکہ ان کی فرمانبرداری کرنی ہے۔ اور ان کے لئے دعا کرنی ہے اور عاجزانہ رویّہ کا اظہار کرنا ہے۔ تو یہ حق ہے ماں باپ کا بچوں پر۔

حضور انور نے فرمایا: تو جب تک یہ حقوق ادا ہوتے رہیں گے تو ماں باپ کی دعاؤں کے طفیل ان حقوق کے ادا کرنے والوں کی زندگیاں سنورتی رہیں گی۔ ورنہ جو سلوک آج کے نوجوان اپنے والدین سے کررہے ہیں کل کے بچے وہی سلوک آپ سے کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ شادیاں ہونے کے نتیجہ میں جو رحمی رشتے قائم ہوتے ہیں ان کا بھی خیال رکھو۔ بیوی نے خاوند کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے اور خاوند نے بیوی کے رشتہ داروں کا خیال رکھنا ہے۔ اور ان سب کے حقوق ادا کرنے ہیں اور حقوق اسی وقت ادا ہوتے ہیں جب ایک دوسرے سے احسان کے ساتھ پیش آنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یتیم کے مال کی بھی حفاظت کا حکم ہے۔ یہ نہیں کہ اس کا مال کھاتے رہو۔ اس کا مال تمہارے پاس ایک امانت ہے اس کی حفاظت کرو۔ اور جب وہ بلوغت کو پہنچ جائیں تو ان کا مال اُن کو لوٹا دو۔ یہ نہ ہو کہ بے دریغ خرچ کرو اور جب یتیم بڑا ہو تو اس کے ہاتھ کچھ نہ آئے۔ اس سے یتیم کے دلوں میں بے چینی پیدا ہوگی۔ اور اس طرح ایک شخص دوسرے کا حق غصب کرکے پورے معاشرے کا سکون برباد کررہا ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں بہت سے لوگ ایسے آئے ہیں کہ ان کو پیچھے اپنے رشتہ داروں کی مدد کرنی چاہئے۔ ضرورتمندوں کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنا چاہئے، ان کو دھتکارنا نہیں چاہئے بلکہ ان کی مدد کرنی چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: ایک غریب ہے لیکن ذہین ہے تو اس کا حق ہے کہ اس کی استعدادوں کو مزید چمکانے کے لئے ترقی کے مواقع مہیّا کئے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت ایسے غریب طلباء کو مواقع مہیّا کرتی ہے تاکہ وہ معاشرہ کا فعال حصّہ بن سکیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ نظام وصیت کی ایک شِق یہ بھی ہے کہ ایسے ضرورتمند لوگوں کی مدد کی جائے۔ پس جہاں ہم کمزوروں اور غریبوں کا حق دے کر ان کو معاشرہ کا فعال حصّہ بنا رہے ہوں گے وہاں ہم خدا کی رضا کو بھی حاصل کررہے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: پھر تمہارے دینی بھائی ہیں، تمہارے ہمسائے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہمسائے کے بارہ میں اس طرح تاکید کی ہے کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ شاید ہمسائے کو بھی وراثت کا حصّہ دار بنا دیا جائے۔ ہمسایہ کی تعریف بڑی وسیع ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اس طرح معاشرہ میں سب اپنے ہمسائے کے حقوق ادا کررہے ہوں گے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ معاشرہ بگڑ جائے۔ جہاں آپ ہمسائے کے حقوق ادا کررہے ہوں گے وہاں نہ جاننے والے کو بھی قریب لا رہے ہوں گے۔ اس طرح قریب لانا تبلیغ کا راستہ بھی کھول رہا ہوگا۔ کوئی بعید نہیں کہ اس طرح کسی نیک فطرت کو زمانے کے امام کو پہچاننے کا موقع میسر آجائے۔ پس یہ حقوق کی ادائیگی اور حسن سلوک کامیابی کے کئی راستے کھولتا چلا جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اعلیٰ اخلاق پر قائم ہونے کے لئے بدظنیوں کو دل سے نکالنا ہوگا۔ اگر ہم اپنی اناؤں کے گند میں اپنے آپ کو ڈبوئے رکھیں تو پھر ہم حقوق ادا کرنے والے نہیں۔ مومن کی شان یہی ہے کہ اس سے اعلیٰ اخلاق کا اظہار ہو اور وہ حقوق ادا کرنے والا ہو۔ اگر کسی کی کوئی بات بُری لگی تو اُسے علیحدہ احسن رنگ میں سمجھا دیا جائے۔ یہ نہیں کہ ایک دوسرے کے خلاف گروپ بازی ہورہی ہے اور چہ میگوئیاں ہورہی ہیں۔

پس حقوق کی ادائیگی کے لئے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں اور عہدیدار اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کریں۔ اگر آپ نے اپنے اندر تبدیلیاں پیدا نہ کیں تو خدا تعالیٰ آپ سے خدمت کے یہ مواقع چھین بھی سکتا ہے۔ پس آپ کو ہر ایک کے حقوق ادا کرنے ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا: پس ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم کس حد تک ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہیں اور کس حد تک ہم احسان کرنے والے ہیں۔ پس حقوق اسی وقت ادا ہوں گے جب ہم اپنی انانیت کو ختم کرنے والے ہوں گے اور تکبّر سے اپنی جان بچانے والے ہوں گے ورنہ یہ چیزیں دل پر قبضہ کرلیں گی اور ان کے قبضہ میں آیا ہوا انسان حقوق ادا نہیں کرسکتا۔

اپنے خطاب کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: خدا کرے آپ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والا بنائے۔ اور آپ کو اُن دعاؤں کا وارث بنائے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے لئے کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ سب کو خیریت سے اپنے گھروں میں لے جائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ اختتامی خطاب دوپہر ایک بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کی اختتامی دعا کروائی۔ حضور انور نے جلسہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے بتایا کہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاضری ایک ہزار چھ صد سے بڑھ گئی ہے جب کہ گزشتہ سال جلسہ کی حاضری سات صد تھی۔

حضور انور نے فرمایا: اب جو نعرے لگانے ہیں لگالیں۔ تو اس پر حاضرین نے بڑے ولولہ اور جوش کے ساتھ نعرے لگائے اور جلسہ کی فضا نعروں سے گونجتی رہی۔

اس کے بعد حضور انور نے سب حاضرین کو اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے السلام علیکم کہا اور حضور انور کچھ دیر کے لئے لجنہ کی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے جہاں مستورات نے نعرے لگاتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف زیارت حاصل کیا۔ بچیوں نے کورس کی شکل میں دعائیہ نظمیں پڑھیں۔ ایک بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ لجنہ کی جلسہ گاہ سے باہر تشریف لائے اور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ کا یہ اختتامی خطاب ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر کیا گیا۔ آسٹریلیا سے Live نشریات کا یہ سگنل چار سیٹلائٹ کے ذریعہ لندن تک پہنچایا گیا جہاں ایم ٹی اے نے Receive کرکے آگے سات سیٹلائٹ کے ذریعہ دنیا بھر کے ممالک میں پہنچایا۔ اس طرح حضور انور کے آسٹریلیا کے جلسہ سالانہ سے خطابات اور خطبہ جمعہ گیارہ سیٹلائٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں پہنچا ہے۔

جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا یہ تاریخی جلسہ سالانہ ہر لحاظ سے تاریخ ساز ہے۔ یہ اس براعظم پر پہلا جلسہ سالانہ ہے جس میں خلیفۃ المسیح نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ اور یہ پہلا ایسا جلسہ سالانہ ہے جس میں خلیفۃ المسیح کے خطبات و خطابات MTA پر اس سرزمین سے LIve نشر ہوئے۔ اور پھر یہ پہلا ایسا جلسہ سالانہ ہے جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شرکت کی وجہ سے دنیا کے مختلف ممالک سے وفود اور احباب جماعت بڑے لمبے سفر طے کرکے یہاں پہنچے۔ پچیس پچیس گھنٹوں کا ہوائی جہاز کا سفر احباب نے طے کیا ہے اور پھر یہاں پہنچے ہیں۔

اس تاریخی جلسہ سالانہ میں برطانیہ، انڈونیشیا، پاکستان، امریکہ، کینیڈا، نیوزی لینڈ، سالومن آئی لینڈز، جرمنی، بنگلہ دیش، جزائر فجی، ماریشس، سنگاپور اور پاپوانیوگنی۔ اس طرح 13 ممالک سے یکصد کے قریب احباب اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ یہ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا بائیسواں جلسہ سالانہ ہے لیکن اس سے پہلے کبھی بھی بیرونی ممالک سے احباب اس طرح یہاں کے جلسہ میں شامل نہیں ہوئے۔

پھر اندرون ملک سے بھی سڈنی کے علاوہ میلبورن، کینبرا، Adelaide، برزبن، Bun da Berg، Daevin اور پرتھ (Perth) کی جماعتوں سے احباب بڑے لمبے سفر طے کرکے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے پہنچے ہیں۔ سڈنی سے کینبرا کا فاصلہ 280 کلومیٹر ہے جبکہ باقی تمام جماعتوں کا فاصلہ ایک ہزار کلومیٹر سے لے کر ساڑھے تین ہزار کلومیٹر تک ہے۔ فاصلہ کی دوری کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ڈارون اور پرتھ سے آنے والے احباب اور فیملیز اپنے ملک کے اندر ہی چار گھنٹے سے زائد کا سفر بذریعہ ہوائی جہاز طے کرکے پہنچے ہیں۔ اگر یہ احباب بذریعہ سڑک آتے تو پھر ایک طرف کا سفر چار دن کا ہے۔

بیرونی ممالک سے آنے والے احباب نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ ہم اتنے لمبے سفر طے کرکے صرف اس لئے اس جلسہ میں شامل ہوئے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا اس جلسہ میں شرکت فرما رہے ہیں۔ اگر ہمارے عزیز واقارب بھی یہاں ہوتے تب بھی ہم اتنا لمبا سفر کرکے یہاں آنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ خلیفہ وقت سے ایک محبّت، عشق اور کشش ہے جو انہیں یہاں کھینچ لائی ہے۔

ایک بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔

اعلانات نکاح

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم محمود احمد شاہد صاحب امیر ومبلغ انچارج آسٹریلیا نے تین نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس دوران ازراہ شفقت تشریف فرما رہے۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔ حضور انور نے فریقین کو نکاح کی مبارکباد دی اور شرف مصافحہ بخشا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے آئے۔

انڈونیشین وفد سے ملاقات

پروگرام کے مطابق سہ پہر چار بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے جہاں انڈونیشیا سے آئے ہوئے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بھی بنوائیں۔ انڈونیشیا سے 16 افراد پر مشتمل وفد یہاں پہنچا ہے۔

احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا کے ممبران کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد چار بج کر پچیس منٹ پر احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا کے ممبران کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام ڈاکٹر حضرات سے تعارف حاصل کیا اور دریافت فرمایا کہ کہاں کہاں کام کررہے ہیں۔ اس میٹنگ میں 31 مرد اور خواتین ڈاکٹرز شامل ہوئیں۔

میڈیکل ایسوسی ایشن آسٹریلیا نے ربوہ (پاکستان) میں قائم ہونے والے طاہر ہارٹ فاؤنڈیشن کے لئے اپنا وعدہ بھی حضور انور کی خدمت میں پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحبان کے ساتھ یہ میٹنگ پونے پانچ بجے تک جاری رہی۔ آخر پر ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

مجلس عاملہ جماعت احمدیہ میلبورن (Melbourn) کی میٹنگ

پونے پانچ بجے مجلس عاملہ جماعت احمدیہ میلبورن (Melbourn) کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔ حضور انور نے عاملہ کے تمام ممبران اور ان کے شعبوں کا تعارف حاصل کیا اور وہاں کے جماعتی حالات اور انتظامی معاملات کا جائزہ لیا اور انتظامی امور کے تعلق میں ہدایات سے نوازا۔ یہ میٹنگ پانچ بجے تک جاری رہی۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج آسٹریلیا کی جماعتوں سڈنی، میلبورن، کینبرا اور Bun Da Berg کے علاوہ پاکستان، انڈونیشیا اور کینیڈا سے آئے ہوئے احباب اور فیملیز نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ آج مجموعی طور پر 70 فیملیز کے 265 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوائیں۔

ملاقاتوں کا یہ سلسلہ راست ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

خلافت ۔ ایک نعمتِ عظمیٰ

(پروفیسر سیّدہ نسیم سعید۔۔لاہور)

تاریخ شاہد ہے کہ کوئی شخص خود خلیفہ نہیں بنا۔نہ اسلامی خلافتِ راشدہ کے دورِ اوّل میں اور نہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دورِ خلافتِ احمدیہ میں۔کیا حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، وعلی رضی اللہ عنہم خود خلیفہ بنے؟ کیا حضرت حکیم حافظ نورالدینؓ، حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ، حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ، حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ، حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خود خلیفہ بنے؟ نہیں۔ کیونکہ خلیفہ بنانے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی۔ جیسا کہ سورہ نور (آیت 56) آیت استخلاف میں فرماتا ہے:

﴿وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِھِمۡ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمۡ دِیۡنَھُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَھُمۡ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡفِھِمۡ اَمۡنًا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا وَمَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ﴾

(سورۃ النور:56)

”تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔“ تاریخ مذاہب گواہ ہے کہ ہر نبی کے بعد اُس زمانے کے مقدس ترین انسان کو اللہ تعالیٰ اُس کا جانشین اور خلیفہ بناتا ہے۔ہم ان مقدسوں کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو سچائی کے بیشمار حقائق سامنے آئیں گے جن کو ہم کسوٹی بنا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ دلوں پر تصرّف فرماتا ہے اور منتخب ہونے والے خلیفہ کا نام دلوں پر القاء کرتا ہے اور یہ القاء نہ صرف خلافت کمیٹی کے ممبران کے دلوں میں ہی ہوتا ہے بلکہ جماعت کی کثرت کے دلوں میں اللہ تعالیٰ منتخب ہونے والے خلیفہ کا نام ڈال دیتا ہے جیسا کہ جماعتی تاریخ اس کی گواہ ہے۔ یہ سب خدائی کام ہیں جیسے کہ خود حضور ایدہ اللہ خلافتِ خامسہ کے انتخاب کے بارے میں کسی معترض کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”مجلسِ انتخاب میں تو بہت سے ایسے ممبران تھے جو مجھے جانتے بھی نہیں تھے لیکن الٰہی تقدیر کے ماتحت انہوں نے میرے حق میں رائے دی اور اکثر نے یہ کہا کہ ہمارے دل میں یہ خدائی تحریک پیدا ہوئی۔“

(خطبہ فرمودہ 27/05/05)

اللہ تعالیٰ خلفاء کے ذریعے تزکیہ نفس کرواتا ہے اور خود اُن کے منہ سے بولتا ہے۔خلیفہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے اور اُس کے بلائے سے بولتا ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کے شاملِ حال ہوتی ہے اور دل میں محبت کا ایک چشمہ لوگوں کیلئے رواں ہوتا ہے جس کے پیچھے دعائیں اور تائید ربانی ہوتی ہے اس لئے خلیفۂ وقت کی ایک ایک بات دلوں میں اترتی جاتی ہے۔

ایک طرف اللہ تعالیٰ قیامِ شریعت اور تربیت کا بوجھ اور ذمہ داریاں اپنے پیارے نبیوں اور ان کے خلفاء پر ڈالتا ہے تو دوسری طرف اس بوجھ کو اٹھانے کے لئے حسبِ مراتب ان کو اعلیٰ صلاحیتیں اور طاقتیں بھی عطا فرماتا ہے۔ تاریخِ انبیاء اور خلفاء اس کی شاہد ہے اور دُور کیوں جائیں ہمارے سامنے ہمارے پیارے خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ایک چلتی پھرتی مثال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلافت کی قباء پہنائی تو اس کے مطابق آپ کو غیر معمولی صلاحیتیں اور طاقتیں بھی عطا فرمائیں جس کا مشاہدہ ہم دن رات بذریعہ ایم۔ٹی۔اے اور حضور کے دوروں کی رپورٹوں میں دیکھتے اور پڑھتے ہیں اور دل خدا تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہو جاتے ہیں جس کی تائید و نصرت سے ہم یہ سب کچھ ہوتا دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ خلیفہ خود بناتا ہے جس کے نتیجہ میں مومنوں کی خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کر دیتا ہے جیسا کہ آیت استخلاف میں اس کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ جیسے ہی خلیفہ بناتا ہے یکا یک خوف کی حالت اطمینان و سکون میں بدل جاتی ہے۔ ہر شخص شاداں و فرحاں ہو جاتا ہے۔ یہ اطمینان و سکون انسانوں کے اپنے انتخاب کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ خدائی عطا ہے اور خلافت حقّہ کے حق میں اس کی ایک اور فعلی شہادت ہے۔

تمام دنیا کے احمدیوں نے اس بات کا مشاہدہ ایم۔ٹی۔اے پر کیا۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے احمدی بے سروسامانی اور پریشانی میں مسجد فضل کے آس پاس دور و نزدیک کی سڑکوں پر سر جھکائے بیٹھے تھے۔کسی کو نہ کھانے کا ہوش تھا نہ پینے کا۔سراپا دعا بنے بیٹھے تھے۔ یہاں ہی باجماعت نمازیں پڑھ رہے تھے۔ساری دنیا کے احمدی ایم ٹی اے پر نظریں لگائے بیٹھے تھے۔ پاکستان میں رات کے ساڑھے تین بج رہے تھے جب خلیفہ کے نام کا اعلان ہوا۔ ہر شخص شکر کے سجدے کر رہا تھا۔ ٹیلیفون کی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ ہر شخص ایک دوسرے کو ٹیلیفون کر کے مبارکباد دے رہا تھا۔ کیا یہ انتخاب انسانی کام تھا؟ اور یہ اطمینان و سکون میسر آنا انسانی کوشش سے تھا؟ غیر کیا جانے یہ سکینت و اطمینان کیا چیز ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ خاص فضل تھا۔ الحمدللہ۔

اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کو قبولیتِ دعا کا نشان عطا فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے خلیفہ کو قبولیتِ دعا کا نشان عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جس کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو پھر اُس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے، کیونکہ اگر اُس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اُس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔

(انوار العلوم جلد 2 صفحہ 47)

خلیفۃ المسیح ایک ایسا بابرکت وجود ہوتا ہے جو مادرِ مہربان سے بڑھ کر محبت اور رحم سے معمور ہوتا ہے۔ بچہ ہر دکھ اور تکلیف میں ماں کو پکارتا ہے لیکن ماں اس کے دکھ درد کو اس طرح دور نہیں کر سکتی جس طرح خدا کا پیارا خلیفہ کرتا ہے۔ افرادِ جماعت اپنی فکریں، پریشانیاں، اپنے دکھ حضور کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں اور خود بے فکر ہو جاتے ہیں اور پھر خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کی قبولیت کے نشان دیکھ کر ایمان اور یقین میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

ہر احمدی کی زندگی قبولیتِ دعا کے تجربوں سے پُر ہے۔ جہاں انسانی کوششیں، تدبیریں، اسباب اور ہماری دعائیں سب بیکار ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خلیفۃ المسیح کی دعا قبول فرماتا ہے۔ عاجزہ نے کئی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے فیکس کئے اور ناممکن کام ہر دفعہ محض حضور کی دعا کی قبولیت سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر کے مشکل کشائی کر گئے۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کے وقت میں برکت ڈالتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے مسیح موعودؑ سے وعدہ کرتا اور بشارت دیتا ہے کہ اَنۡتَ الشَّیۡخُ الۡمَسِیۡحُ الَّذِیۡ لَا یُضَاعُ وَقۡتُہٗ ۔ تُو وہ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت اور وعدہ اپنے مسیح کے خلفاء کے حق میں بھی پورا کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دوروں کی رپورٹیں پڑھ کر اور MTA پر دوروں کی تفصیلات دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ کس طرح وہ اپنے پیارے خلیفہ کے لمحے لمحے کی حفاظت فرماتا اور برکت ڈالتا ہے۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی اپنے رُعب سے نصرت فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت عطا فرمائی کہ نُصِرۡتُ بِالرُّعۡبِ کہ رعب کیساتھ تیری نصرت کی گئی۔ (تذکرہ چوتھا ایڈیشن صفحہ 669) یعنی صرف معمولی تائید و نصرت نہیں بلکہ رعب اور دبدبے کے ساتھ تیری نصرت میں نے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیاروں کی عزت کا بڑا خیال رہتا ہے لوگوں کے دلوں میں رعب اور دبدبہ ڈالتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء کو بھی اس بشارت سے حصہ ملا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دوروں میں ہمیں ہر ملک میں نظر آتا ہے کہ نہ صرف افرادِ جماعت والہانہ محبت و اخلاص کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اُن ممالک کی حکومتیں بھی نہایت درجہ عزت و تعظیم دیتی ہیں۔ اور یہ وجاہت اور محبت و عزت اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کیلئے خود ہی دلوں میں ڈالتا ہے۔ نہ صرف حکومتی نمائندے بلکہ پریس اور میڈیا تک بھرپور ساتھ دیتا ہے۔ اور یہ سب عزت و تکریم ایک ملک کے دورے کے دوران نہیں بلکہ ہر ملک کے دورے میں خاص حکومت اور میڈیا کی طرف سے اللہ تعالیٰ دلواتا رہا۔

آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اُن کے دین کو جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا فرمائے گا۔“ دنیا میں جب ایک بادشاہ اور حکمران کے بعد دوسرا بادشاہ اور حکمران آتا ہے تو پہلے کی تمام پالیسیوں کو منسوخ کر کے اپنی نئی سکیمیں بناتا ہے۔ لیکن یہ نظامِ خلافت چونکہ اللہ تعالیٰ کے اپنے ہاتھ میں ہوتا ہے ایک خلیفہ کی وفات کے بعد وہ دوسرا خلیفہ بناتا ہے اور پہلے خلیفہ کے کام کو جو دراصل اللہ کا کام ہوتا ہے آنے والے خلیفہ کے ذریعہ مزید آگے بڑھاتا ہے اور تقویت دلواتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم دین کو ضرور تمکنت دیں گے۔ اور تمکنت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ افرادِ جماعت کو اخلاص و وفا میں تیزی سے آگے بڑھاتا ہے اور اپنے پیارے خلیفۃ المسیح کے لئے دلوں میں بے پناہ محبت ڈالتا ہے۔ اور وہ اس کے حکم پر والہانہ لبیک کہتے ہیں۔

افریقہ کے ممالک میں بہت سی مساجد کئی مخلصین نے اپنے اپنے طور پر بنوائیں اور بنوا رہے ہیں۔ کئی خواتین نے بھی اپنے طور پر مساجد بنوا کر جماعت کو دیں۔ افریقہ، امریکہ اور کینیڈا میں بڑے بڑے علاقوں میں مساجد مشن ہاؤس اور دفاتر تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ برطانیہ میں بھی بڑی مساجد تعمیر کی گئیں اور کی جا رہی ہیں۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2005 پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلام آباد ٹلفورڈ اب چھوٹا ہو گیا ہے انشاء اللہ 208 ایکڑ زمین کا سودا کیا جا رہا ہے۔ سبحان اللہ الحمدللہ۔ ذرا تصور کیجئے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ”منارۃ المسیح کے ساتھ ایک کمرہ بنایا جائے جس میں سو (100) آدمی بیٹھ سکیں اس میں مذہبی تقاریر کا جلسہ ہو اور اسلام کی خوبیاں بیان کی جائیں۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 296)

خلافت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین کو اس قدر ترقی و کامیابی و تمکنت عطا فرمائی کہ ہزاروں لاکھوں لوگوں کے بیٹھنے کے لئے مساجد اور ہال بن گئے۔ سبحان اللہ۔

اللہ تعالیٰ خلیفہ کے دل کو افرادِ جماعت کی خیر خواہی، ہمدردی، دعاؤں اور محبت سے بھر دیتا ہے۔ تمام ممالک کے دوروں میں حضور انور جماعت کی اکثریت سے ملنے کے لئے خود دُور دُور کے صوبوں شہروں اور قصبوں میں تشریف لے جاتے رہے۔ مرد حضرات اور بچوں سے حضور مصافحہ فرماتے رہے بچوں کی کلاسوں میں چاکلیٹ اور ٹافیوں کے علاوہ لڑکوں کو ٹوپیاں پہناتے رہے قلمیں عنایت کرتے رہے جبکہ لڑکیوں کو سکارف بھی عطا کرتے رہے بلکہ استقبال کیلئے اور ملاقات کیلئے آنے والے بچوں کو بھی یہ تحفے دیتے رہے۔ ساری زندگی بچوں کو حضور کی یہ محبت یاد رہے گی۔

”اِنِّیۡ مَعَکَ یَا مَسۡرُوۡر“

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہزارہا الہامات رؤیا و کشوف بشارات اور پیشگوئیوں سے نوازا جو حضور اقدس کی زندگی میں بھی پوری ہوتی چلی گئیں اور تا قیامت اپنے اپنے وقت پر پوری ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا نشان بنتی چلی جائینگی۔ ہر الہام اور پیشگوئی جب پوری ہوتی ہے تو نئے سرے سے حضور اقدس کی صداقت کا ایک روشن نشان بن جاتی ہے اور مومنین کیلئے تقویت ایمان کا باعث بنتی ہے جیسے 21 اپریل 1903ء کو آپ نے فرمایا ”آج صبح جب میں نماز کے بعد ذرا لیٹ گیا تو

الہام ہوا مگر افسوس ہے کہ ایک حصہ اس کا یاد نہیں رہا۔ ایک پہلے عربی کا فقرہ تھا اور اُس کے بعد اس کا ترجمہ اردو میں تھا وہ اردو فقرہ یاد ہے:۔

یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے۔ تبدیل ہونے والی نہیں۔

اور عربی فقرہ کچھ اس سے مشابہ تھا تَعَهَّدَ وَ تَمَكَّنَ فِی السَّمَآءِ مگر وہ اصل فقرہ بھول گیا اور اس نسیان میں کچھ منشاء الٰہی ہوتا ہے۔ گویا اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ اب تقدیر مبرم ہے اس میں اب تبدیلی نہیں ہوگی۔‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 388)

21 اپریل 2003ء یعنی پورے سو سال بعد یہ وہی تاریخ ہے جب مجلس انتخاب کمیٹی کی طرف سے 22 / اپریل 2003ء کو خلیفہ کے انتخاب کے اجلاس کے انعقاد کا اعلان ہوا۔ پھر اپریل 1903ء کے تیسرے عشرے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اور بہت سے الہامات ہوئے جن میں مستقبل کے جلالی اور جمالی تغیرات کی طرف اشارہ کرنے کے بعد 30 / اپریل کو یہ عالمگیر اور پُر مسرت خبر دی گئی کہ ’’فِیْہِ خَیْرٌ وَّ بَرَکَۃٌ‘‘ اس کا ترجمہ بھی بتلایا گیا کہ ’’اس میں تمام دنیا کی بھلائی ہے‘‘۔ (تذکرہ چہارم ایڈیشن صفحہ ۳۸۹)

7 / دسمبر 1907ء کو حضرت مسیحِ موعودؑ کو بہت سے الہامات ہوئے ان میں نمبر 3 پر درج ہے۔ ’’اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ‘‘۔

حضور کے الہامات اور پیشگوئیاں جب پوری ہوتی ہیں تو مومنین کے ایمان اور تقویٰ کو بڑھاتی ہیں۔ صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں۔ مذکورہ بالا تمام پیشگوئیاں اور الہامات کس طرح اعلان کر رہے ہیں کہ عالم الغیب والشہادۃ پہلے سے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح مقدر کر چکا تھا اور پھر بتا رہا تھا کہ اس انتخاب میں تمام دنیا کی بھلائی ہے۔ سبحان اللہ۔

’’اِنِّیْ مَعَکَ یَا مَسْرُوْرُ‘‘ کی بشارت قدم قدم پر سفر و حضر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے حق میں پوری ہوتی چلی جا رہی ہے۔ حضور کوئی تحریک فرماتے ہیں اور افرادِ جماعت لبیک یا سیدی کہتے مسابقت الی الخیر کے نظارے پیش کرتے ہیں۔

خلافت کی نعمت ایک احسانِ خداوندی

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں احمدیت کی عظیم الشان نعمت سے نوازا حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق دی اور خلافت کی نعمت اور برکت عطا فرمائی۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے بادیہ نشین بندوں کے متعلق فرمایا ہے۔

’’وہ تجھ پر احسان جتلاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ تو کہہ دے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتایا کرو بلکہ اللہ تم پر اپنا احسان کرتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی طرف ہدایت دی اگر تم سچے ہو (تو اس کا اعتراف کرو)۔

(سورۃ الحجرات آیت ۱۸ ترجمہ از خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اگر خدانخواستہ ہم احمدی نہ ہوتے تو غیر احمدیوں کی طرح اسلامی احکام سے بے بہرہ ہوتے۔ نہ خدا تعالیٰ کا صحیح تصور ہوتا نہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور فضیلت کا ادراک ہوتا اور نہ قرآنی تعلیمات سے واقفیت ہوتی۔ پیروں فقیروں کے مزاروں کے چکر لگاتے۔ نہ خلافت کی برکتیں ملتیں، نہ کوئی رہنمائی کرنے والا ہوتا، نہ دعاؤں کی چھت ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے ذریعہ ایک مرکزیت عطا فرمائی۔ تمام دنیا میں رہنے والے احمدی ایک پورے خاندان کی طرح ہیں۔ ایک سوچ، ایک انداز، باہمی اخوت و محبت۔ غیر مبائعین نے خلافت کا انکار کر کے کیا لیا؟ وہ زیادہ تھے تجربہ کار تھے، لیکن نام ہی رہ گیا۔ خلافت تو ہمیشہ دائم اور قائم رہے گی یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور ہم نے خلافت کے سائے تلے ہر روز ترقی کا خدا کی تائید و نصرت کا ایک نیا سورج چڑھتے دیکھا ہے جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 27 / مئی 2005ء میں فرماتے ہیں:۔

’’پس آج 97 سال گزرنے کے بعد جماعتِ احمدیہ کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مَیں نے اللہ تعالیٰ کی اس بارے میں فعلی شہادت گزشتہ 97 سال سے پوری ہوتی دیکھی ہے اور دیکھ رہا ہوں اور نہ صرف احمدی بلکہ غیر از جماعت بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں‘‘۔

(الفضل 5/ جولائی 2005ء)

ہمارا تو ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں گزرنا چاہئے جس نے یہ نعمتِ عظمٰی ہم کو دی۔ خدا کرے کہ خلیفۃ المسیح کی ہر آواز پر سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا لَبَّیْکَ یَا اِمَامَنَا لَبَّیْکَ سَیِّدِیْ ہمارا جواب رہے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی عَبْدِکَ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَ عَلٰی خُلَفَآءِ ھِم۔ آمین۔

❁❁❁❁❁❁

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

یہ رسالہ اردو زبان میں 22 / مئی 1900ء کو شائع ہوا۔ اس رسالہ میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقت جہاد اور اس کی فلاسفی پر روشنی ڈالی ہے اور قرآن و حدیث کی روشنی میں بتایا ہے کہ اوائل اسلام میں مسلمانوں کو بحالت مجبوری جو جنگیں کرنی پڑیں وہ محض وقتی اور مدافعانہ اور مذہبی آزادی قائم کرنے کے لئے تھیں۔ ورنہ اسلام سے بڑھ کر صلح و آشتی اور امن و سلامتی کا علمبردار اور کوئی مذہب نہیں ہے۔ اس عظیم الشان تصنیف کا **انگریزی ترجمہ** پہلی بار مارچ 2006ء میں طبع ہوا ہے۔

اس زمانہ میں جبکہ بد قسمتی سے بعض نام نہاد مسلمانوں کے نامناسب طرزِ عمل کی وجہ سے مغربی دنیا میں بالخصوص جہاد کے حوالہ سے اسلام کے خلاف غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں اور اسلام کو نعوذ باللہ ایک دہشت گرد مذہب قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ رسالہ انہیں حقیقت جہاد سے آگاہ کرنے کے لئے بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

آپ یہ کتاب خود بھی پڑھیں اور اپنے مسلم اور غیر مسلم دوست احباب کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔ امراء ممالک سے درخواست ہے کہ اس کتاب کے حصول کے لئے اپنے آرڈرز وکالت اشاعت لندن کو بھجوائیں۔

(ایڈیشنل وکیل الاشاعت۔ لندن)

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے — یہ ملّت کی تنظیم کی جان ہے
اِسی سے ہر اِک مشکل آسان ہے — گُریزاں ہے اِس سے جو نادان ہے
رہیں گے خلافت سے وابستہ ہم — جماعت کا قائم ہے اِس سے بھرم
نہ ہوگا کبھی ، اپنا اخلاص کم — بڑھے گا اِسی سے ہمارا قدم
خلافت سے زیرِ نگیں ہو جہاں — خلافت سے ملّت ہمیشہ جواں
خلافت سے اِسلام ہے کامراں — خلافت کا اونچا ہے ہر دم نشاں
خلافت کا جب تک رہے گا قیام — نہ کمزور ہو گا ہمارا نظام
خلافت کا جس کو نہیں احترام — زمانے میں ہو گا نہ وہ شاد کام
خلافت سے لطفِ خدا ہم عِناں — خلافت تو ہے احمدیت کی جاں
تمنّائیں اِس سے ہیں اپنی جواں — ہے آسان اِس سے ہر اِک امتحاں
خلافت سے زندہ دلوں میں خدا — خلافت غریبوں کا ہے آسرا
نہ کیوں جان و دل سے ہوں اِس پر فدا — اِسی کے ہے دَم سے ہماری بقا

(میر اللہ بخش تسنیم)

بقیہ: حاصل مطالعہ از صفحہ نمبر 16

مجاہیل کی توہم پرستیوں اور فطری کمزوریوں نے چڑھا دیئے تھے۔ غرضیکہ اس تصنیف نے کم از کم ہندوستان کی حد میں دنیا میں ایک گونج پیدا کر دی جس کی صدائے بازگشت ہمارے کانوں میں اب تک آ رہی ہے۔ گو بزرگانِ اسلام اب براہین کے بُرا ہونے کا فیصلہ دے دیں۔ محض اس وجہ سے کہ اس میں مرزا صاحب نے اپنی نسبت بہت سی پیشگوئیاں کی تھیں اور بطور حفظ ما تقدم اپنے دعاوی کے متعلق بہت کچھ مصالحہ فراہم کر لیا تھا۔ لیکن اس کے بہتر فیصلہ کا وقت ۱۸۸۰ء تھا جبکہ وہ کتاب شائع ہوئی۔ مگر اس وقت مسلمان بالاتفاق مرزا صاحب کے حق میں فیصلہ دے چکے تھے۔ کیریکٹر کے لحاظ سے مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا۔ وہ ایک پاکباز جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرضیکہ مرزا صاحب کے ابتدائی زندگی کے پچاس سالوں نے بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار اور کیا بلحاظ خدمات و حمایت دین مسلمانانِ ہند میں ان کو ممتاز برگزیدہ اور قابلِ رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔‘‘

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ مؤلف ’’مجدّدِ اعظم‘‘ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے ان معرکہ آراء تحریروں کو جن کا لب و لہجہ اور منفرد انداز و اسلوب جناب ابو الکلام آزاد کی سحر طرازی کا غماز ہے غلطی سے عبد اللہ العمادی ایڈیٹر ’’البیان‘‘ کی طرف منسوب کر دیا ہے جو کہ صریحاً غلط ہے۔ عمادی صاحب اس وقت امرتسر میں نہیں تھے۔ ’’الوکیل‘‘ امرتسر کی ادارت کے فرائض ان دنوں جناب ’’امام الہند‘‘ ابو الکلام آزاد انجام دے رہے تھے۔ اور یہ نا قابل تردید حقیقت ہے کہ آپ نے اگست ۱۹۰۸ء میں اپنے والد کی شدید علالت کے باعث ’’الوکیل‘‘ سے استعفیٰ دیا تھا۔ بالفاظ دیگر مئی، جون، جولائی کے شمارے آپ ہی کے زیرِ ادارت منظرِ عام پر آئے۔

(عکسی ’’الہلال‘‘ کا دیباچہ جلد اول زیر عنوان حیاتِ ابو الکلام ناشر الہلال اکیڈیمی 32 - اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

❁❁❁❁❁❁

الفضل انٹرنیشنل میں

اشتہار دے کر

اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

(مینیجر)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

خلافت جوبلی دعائیہ پروگرام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صد سالہ خلافت جوبلی کی کامیابی کے لئے احباب جماعت کو نوافل، روزوں اور دعاؤں کا پروگرام دیا ہوا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ اس پروگرام کو پابندی سے جاری رکھیں اور ایک دوسرے کو بھی تلقین کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ خلافت کے بابرکت سایہ کو ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28اپریل 2005ء میں مکرم ریاض احمد چودھری صاحب اپنے والد حضرت حافظ عبدالعزیز صاحبؓ کی زندگی کے چیدہ چیدہ واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت حافظ عبدالعزیز صاحبؓ قریباً 1873ء میں سیالکوٹ چھاؤنی کے محترم چودھری نبی بخش صاحب کے ہاں پیدا ہوئے جو بہت عابد زاہد اور مہمان نواز تھے۔ انہوں نے بچپن میں ہی آپ کو قرآن مجید حفظ کروادیا۔ مڈل پاس کرانے کے بعد آپ کو ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے بھجوایا گیا لیکن رقت قلب کی وجہ سے یہ شعبہ آپ برداشت نہ کر سکے اور واپس آکر مزید تعلیم حاصل کی۔ پھر سنگر سیونگ مشین کمپنی کی ملازمت اختیار کر لی جو ۳۹ سال جاری رہی۔ آپ کی ایمانداری اور محنت سے متأثر ہوکر کمپنی نے آپؓ کی پنشن مقرر کر دی حالانکہ پنشن دینا کمپنی مذکور کے قواعد میں شامل نہیں تھا۔

نوجوانی میں ہی آپ مذہبی کتب کا مطالعہ کرتے اور علماء کی صحبت میں بیٹھتے۔ 1896ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کی اور پھر استقامت سے ایمان پر قائم رہے۔ قرآن مجید سے آپؓ کو پیدائشی عشق تھا۔ قبولِ احمدیت سے قبل آپؓ تین میل دُور ایک مسجد میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا درس سننے جاتے تھے۔ بڑھاپے میں یہ عشق مجذوبی کی کیفیت اختیار کر چکا تھا۔ آپ اکثر اپنے خطبات یا تقریروں کے دوران قرآنی آیات کی تلاوت پر آبدیدہ ہوجاتے تھے۔ حضرت رسول کریمؐ سے عشق کا یہ عالم تھا ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضور ﷺ کی شان میں نامناسب الفاظ کہے تو آپ کو اتنا رنج ہوا اسی وقت گفتگو کا سلسلہ بند کر دیا اور بستر علالت پر پڑ گئے اور دو دن اسی صدمہ کے نتیجہ میں سخت بیمار رہے۔

سیالکوٹ چھاؤنی کی جماعت میں مختلف حیثیتوں میں خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ آپؓ کی دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں بہت سی سعید روحیں احمدیت میں داخل ہوئیں۔ 1914ء میں غیر مبائعین کے فتنہ کے خلاف آپؓ نے فرداً فرداً احباب جماعت کو سمجھایا اور خلافت سے وابستہ کیا۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں ہی آپؓ حضرت خلیفہ اولؓ کے تقاضائے عمر پر غور کر کے سوچا کرتے تھے کہ ان کے بعد جماعت کو کون سنبھالے گا۔ ایک روز حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی ایک تقریر سنی جس میں حضورؓ نے سورۃ فاتحہ کی مختصر تفسیر بیان فرمائی تو اُسی روز سے آپؓ کا دن مطمئن ہوگیا کہ حضرت خلیفہ اولؓ کے بعد خلافت کا اہل اللہ تعالیٰ نے پیدا کر رکھا ہے۔

حضرت خلیفہ اولؓ سے آپؓ کے گہرے تعلقات تھے۔ حضورؓ نے آپؓ کی تین بیویوں کی وفات کے بعد جب چوتھا نکاح پڑھایا تو خاص طور پر اس قسم کے الفاظ فرمائے کہ اللہ تعالیٰ اس نکاح سے بھی اولاد دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بیوی سے آپؓ کو سات لڑکے اور تین لڑکیاں عطا فرمائیں جبکہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پہلی بیویوں سے تھے۔ محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید بھی آپؓ کے فرزند ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے مال میں اتنی برکت دی کہ آپ انیس مکانات ورثہ میں چھوڑ گئے۔ 1928ء میں جب آپؓ نے اپنا مکان تعمیر کروایا تو جماعت کی مسجد کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دو کمرے نماز باجماعت اور جمعہ کی نیت سے بنوائے۔

ایک مرتبہ آپؓ کو بخار اور کھانسی کی شکایت ہوگئی۔ معالج نے ٹی بی کے شبہ کا اظہار کیا تو آپؓ نے بڑے ہی یقین اور زور دار الفاظ میں کہا کہ ڈاکٹر صاحب مجھے ٹی بی ہرگز نہیں ہوسکتی، میرے سینے میں قرآن مجید ہے۔ چنانچہ معائنہ کے بعد ڈاکٹر کا خیال غلط ثابت ہوا۔ نومبر 1951ء میں 78 سال کی عمر میں آپؓ کا وصال ہوا۔

محترم دانشمند خان صاحب کا قبول احمدیت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5مئی 2005ء میں مکرم بشیر احمد رفیق صاحب اپنے والد محترم دانشمند خان صاحب کے قبول احمدیت کی داستان بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ میرے والد محترم دانشمند خانصاحب اوائل جوانی میں گاؤں چھوڑ کر بلوچستان چلے گئے تھے اور وہاں مستونگ جیل میں ملازمت اختیار کرلی تھی۔ گاؤں سے رخصت کرتے وقت آپ کے والد نے آپ کو قادیانیوں سے بچنے کی خاص طور پر نصیحت کی اور احمدیوں کے خودساختہ عقائد بیان کر کے آپ سے وعدہ لیا کہ آپ اُن کے جال میں نہیں پھنسیں گے۔ جبکہ آپ نہ کبھی کسی احمدی سے ملے تھے اور نہ آپ کو احمدیت میں کوئی دلچسپی تھی۔

ان دنوں مستونگ ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ زیادہ تر بلوچ اور کچھ پختون لوگ آباد تھے۔ محترم دانشمند خانصاحب کو جیل کے اندر ایک وسیع وعریض رہائشگاہ مل گئی اور زندگی کی ہر آسائش بھی میسر تھی۔ آپ کے ماتحت دفتر کا عملہ بھی مختصر سا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں ایک روز آپ جمعہ پڑھنے مستونگ کی جامع مسجد گئے۔ راستہ میں آپ کی ملاقات حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب سے ہوئی۔ دونوں کا تعارف بھی ہوا۔ حضرت مولوی صاحب آپ کے والد صاحب کو خوب جانتے تھے اور ایک دو بار اُن کے پاس بھی جا چکے تھے۔ انہوں نے جب آپ کو اپنے احمدی ہونے کا بتایا تو یہ بات آپ کو اچھی نہ لگی تاہم آپ حضرت مولوی صاحب کی شخصیت اور نورانی چہرہ سے بےحد متاثر ہوئے اور دل میں سوچا کہ ایسا شخص جھوٹا کیسے ہوسکتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے آپ کو احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے کی دعوت دی جو آپ نے اس شرط پر قبول کرلی کہ خطبہ تو سنیں گے لیکن نماز احمدیوں کے ساتھ نہیں پڑھیں گے۔ دراصل آپ کو بتایا گیا تھا کہ احمدیوں کی نماز میں گانا بجانا ہوتا ہے۔ اور آپ اس کی تصدیق کرنا چاہتے تھے۔ مستونگ میں اُن دنوں آٹھ دس احمدی ایک گھر میں جمعہ ادا کرتے تھے۔ وہاں آپ نے احمدیوں کو گریہ و زاری سے نماز ادا کرتے دیکھا تو حیرت میں ڈوب گئے۔ حضرت مولوی صاحب نے خطبہ میں سورۃ البقرہ کے حوالہ سے منافقین کی علامات بیان فرمائیں تو آپ کا دل غم سے بھر گیا اور یوں معلوم ہوا کہ گویا یہ آیات آپ ہی کے بارہ میں تھیں۔ نماز کے بعد چائے کا دَور چلا۔ اس دوران بھی حضرت مولوی صاحب نے مختلف قرآنی آیات کی ایسی تفسیر کی کہ عش عش کرا اٹھا۔ جب گھر سے نکلے تو آپ نے ڈرتے ڈرتے حضرت مولوی صاحب سے پوچھا کہ اُنہیں آپ کی منافقانہ زندگی کے بارہ میں کس نے بتایا ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے کہا کہ جو کچھ انہوں نے بیان کیا تھا وہ تو قرآن کریم کی تفسیر تھی۔ اس واقعہ کے بعد کئی ہفتے گزر گئے۔ آپ نہ تو حضرت مولوی صاحب کو ملے اور نہ ہی احمدیت کے بارہ میں کوئی تحقیق کی۔

کچھ عرصہ کے بعد دسمبر کے مہینہ میں مستونگ میں شدید برفباری ہورہی تھی۔ راستے برف سے اَٹے پڑے تھے۔ محترم خانصاحب شام کو گھر پہنچے تو نوکر نے کھانا تیار کیا ہوا تھا، وہ کھایا اور سو گئے۔ نوکر جو ایک قیدی تھا وہ رخصت ہوگیا۔ آدھی رات کو آپ نے محسوس کیا کہ کوئی آپ کے پاؤں کے انگوٹھے کو زور سے دبا رہا ہے۔ آپ ہڑبڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے تو آواز آئی ''اٹھ بیعت کر''۔ آپ نے فوراً لالٹین جلائی۔ گھر کا ہر کمرہ جا کر دیکھا۔ گھر جیل کے احاطہ میں تھا جہاں سخت پہرہ تھا۔ باہر شدید سردی اور برفباری کا منظر تھا۔ آپ دوبارہ بستر پر لیٹ کر سو گئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ آپ کو اپنے پاؤں پر شدید دباؤ محسوس ہوا اور ساتھ ہی آواز آئی ''اٹھ بیعت کر''۔ آپ نے گھبراہٹ سی محسوس کی، لالٹین جلا کر رات کا بقیہ حصہ جاگتے گزار دیا۔ دن کو یہ واقعہ آپ کے ذہن سے محو ہوگیا۔ لیکن اگلی رات پھر جونہی آپ گہری نیند سوگئے تو وہی واقعہ دہرایا گیا اور آواز آئی ''اٹھ بیعت کر''۔ چنانچہ یہ رات بھی خوف سے جاگتے گزار دی۔ آپ نے زندگی میں اس سے قبل کبھی ''بیعت'' کا لفظ سنا تک نہیں تھا۔ سخت پریشانی کے عالم میں قریبی مسجد کے مولوی سے بیعت کا مطلب پوچھنے کے لئے سڑک پر نکلے تو سامنے سے حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب کو آتے دیکھا۔ انہوں نے آپ کی سوجی آنکھیں دیکھیں تو پوچھا کہ خیریت ہے؟ آپ نے گزشتہ دو تین راتوں کی کہانی سنا کر پوچھا کہ یہ بیعت کیا چیز ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے بیعت کی تشریح کی تو آپ کے پوچھنے پر بتایا کہ بیعت قادیان میں حضرت خلیفہ ثانی سے ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب فوراً میری بیعت کرادیں میں سخت پریشان ہوں۔ چنانچہ مولوی صاحب آپ کو اپنے گھر لے گئے اور بیعت فارم پُر کروالیا اور فرمایا اب انشاء اللہ تمہیں رات کو کوئی نہیں ستائے گا اور تم آرام سے سوسکو گے۔ آپ واپس اپنے گھر آگئے، رات کو خوف تو بہت تھا لیکن بالآخر نیند آگئی۔ رات آرام سے گزر گئی۔

چند دن بعد حضرت مولوی صاحب سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس آکر مجھ سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھو۔ آپ نے کہا کہ میں نے تو بچپن میں قرآن نہ پڑھنے کی قسم کھا رکھی ہے۔ انہوں نے حیرانی سے پوچھا کہ ایسی قسم کیسے کھالی جو سراسر خلاف شریعت ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ بچپن میں مجھے گاؤں کے ملّا کے پاس قرآن پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا تھا۔ ناظرہ کے بعد جب ترجمہ پڑھنا شروع کیا تو بعض سوالات میرے ذہن میں اٹھنے لگے جو مَیں ملّا صاحب کے سامنے پیش کر کے جواب مانگا کرتا، ایک دن انہوں نے غصہ میں فرمایا کہ قرآن کریم کے بارہ میں سوالات کرنا کفر کی علامت ہے، اس لئے اگر آئندہ تم نے کوئی بھی سوال کیا تو کافر ہوجاؤ گے۔ اس پر آپ نے قسم کھالی کہ اب قرآن نہ پڑھوں گا جس کے سمجھنے کی کوشش سے انسان کافر بن جاتا ہے۔

حضرت مولوی صاحب نے جواباً فرمایا کہ میں تمہیں قرآن پڑھاؤں گا اور تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت مولوی صاحب کی شاگردی اختیار کرلی۔ چند دن بعد آپ کو قادیان سے بیعت کی منظوری کا خط بھی مل گیا جو کسی طرح دفتر میں کام کرنے والے ایک ملّا نے دیکھ لیا اور اُس نے کہا کہ آپ تو کافر ہوگئے ہیں اور اب مستونگ میں آپ کی زندگی اجیرن کردی جائے گی۔ لیکن آپ کسی دھمکی یا مخالفت سے خوفزدہ نہ ہوئے بلکہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تو خدا خود احمدیت میں لایا ہے میں کسی کی دعوت سے احمدی نہیں ہوا۔ بعد میں آپ کی شادی حضرت مولوی محمد الیاس خانصاحب کی بیٹی سے ہوگئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۷/اکتوبر ۲۰۰۵ء میں شامل اشاعت مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک غزل سے انتخاب ملاحظہ کیجئے:

کوئی کتنا بھی خفی کردے اشارا اپنا
ڈھونڈ لیتی ہے مگر خاک ستارہ اپنا
مجھ پہ اُتری ہے ترے کشف محبت کی کتاب
جس کا ہر لفظ ہی لکھا ہے تمہارا اپنا
سب کے سب جاگ گئے خواب نشیں خواب کے ساتھ
اس نے بھیجا ہے کوئی آنکھ کا تارا اپنا

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 13 Friday May 19, 2006 Issue No. 20

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فتح نصیب جرنیل

جناب ابوالکلام آزاد کے حقیقت افروز مقالے:

''امام الہند'' ابوالکلام آزاد (ولادت 17 اگست 1887ء وفات 21 فروری 1958ء) برصغیر کے نہایت ممتاز لیڈر اور بے مثال انشاء پرداز اور نامور محقق تھے آپ کے قلم سے اخبار ''وکیل امرتسر'' میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے وصال (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) پر حسب ذیل دو حقیقت افروز مقالے شائع ہوئے۔

پہلا مقالہ

''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اٹھ گیا۔ یہ تلخ موت، یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنے والے کی ہستی تہہ خاک پنہاں کردی۔ ہزاروں لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کے رہے گی۔ اور قضا کے حملہ نے ایک جیتی جان کے ساتھ جن آرزوؤں اور تمناؤں کا قتل عام کیا ہے۔ صدائے ماتم مدتوں اس کی یاد تازہ رکھے گی۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے اور مٹانے کے لئے اسے امتداد زمانہ کے حوالے کر کے صبر کر لیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندان تاریخ بہت کم منظرِ عالم پر آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔

مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا، اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پائمال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔ اور اگر شور بختی مزاحم صلح و احسان نہ ہو تو یک جہتی کے ساتھ مشترکہ فرض کی واجبی شرکت کے ساتھ اور جامعہ اسلامیہ کے مبارک اصولوں کے ساتھ۔

مرزا صاحب اس پہلی صف عشاق میں نمودار ہوئے تھے جس نے اسلام کے لئے یہ ایثار گوارا کیا کہ ساعت مہد سے لے کر بہار و خزاں کے سارے نظارے ایک مقصد پر ہاں ایک شاہد رعنا کے پیانِ وفا پر قربان کر دیئے سید احمد۔ غلام احمد۔ رحمت اللہ۔ آل حسن۔ وزیر خاں۔ ابوالمنصور۔ یہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن کے زمرہ کے لوگ تھے۔ جنہوں نے بابِ مدافعت کا افتتاح کیا۔ اور آخر وقت تک مصروفِ سعی رہے۔ اختلافِ طبائع اور اختلافِ مدارجِ قابلیت کے ساتھ ان کے اندازِ خدمت بھی جداگانہ تھے۔ اور اسی لئے اثر اور کامیابی کے لحاظ سے ان کے درجے بھی الگ الگ ہیں۔ تاہم اس نتیجہ کا اعتراف بالکل ناگزیر ہے کہ مخالفین اسلام کی صفیں سب سے پہلے انہی حضرات نے برہم کیں۔

مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبولِ عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ اسلئے کہ وہ وقت ہرگز لوحِ قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جبکہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا۔ اور مسلمان جو حافظِ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اسکی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کے امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمعِ عرفانِ حقیقی کو سرِ راہ منزل مزاحمت سمجھ کر مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں۔ اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔ چونکہ خلاف اصلیت محض شامت اعمال سے مفسدہ ۱۸۵۷ء کا نفس ناطقہ مسلمان ہی قرار دیئے گئے تھے اس لئے مسیحی آبادیوں اور خاص کر انگلستان میں مسلمانوں کے خلاف پولیٹیکل جوش کا ایک طوفان برپا تھا۔ اور اس سے پادریوں نے صلیبی لڑائیوں کے داعیانِ راہ سے کم فائدہ نہ اٹھایا۔ قریب تھا کہ خوفناک مذہبی جذبے ان حضرات کے میراثی عارضہ قلب کا جو اسلام کی خود روسر سبزی کے سبب بارہ تیرہ صدیوں سے ان میں نسلاً بعد نسلِ منتقل ہوتا چلا آتا تھا درمان ہو جائے کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اسکی جان تھا۔ اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحقِ کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔

کچھ شبہ نہیں ان حضرات نے ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام اپنے حریفوں کا خواہ ان کے ساتھ زندہ قوموں کا پولیٹیکل جذبہ بھی شریک ہو ہمیشہ فتحِ نصیب مدّ مقابل رہا ہے اور انشاء اللہ دنیا کے آخری سانس تک رہے گا۔ انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کے مغلوب کو غالب بنا کر دکھا دیا ہے۔ اگر ہم آج اپنے نئے اور پرانے اختلافات سے قطع نظر کر کے محض اسلام کی خدمت غائت المقصود قرار دے لیں تو یقیناً اس جوشیلے اور اسلام کی خداداد طاقت سے چشم پوشی کرنے والے لاٹ پادری (بشپ) کی زندگی میں ہی جس نے ایک مسیحی مشن کی پچاس سالہ جوبلی کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے دوسری جوبلی کے لئے دہلی کی مسجد عظمےٰ کے کیتھڈرل بنائے جانے کا ادعاء ناروا ظاہر کیا تھا۔ وہ وقت آجائے کہ اسلام کی روحانی فتوحات سینٹ پال کے گرجے کو مریم و مسیح کی پرستش کی بجائے ایک خدا کی عبادت گاہ بنالیں اور ناقوسِ کلیساء کے بدلہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا زمزمۂ قدسی فضا میں گونجنے لگے۔

ہر چند پادریوں نے اسلام کی مخالفت میں لٹریچر کا ہمالہ بنا کے کھڑا کر دیا ہے مگر کاغذ کے تودوں کے لئے چند شرارے ہی کافی ہیں۔ برعکس اس کے مسلمانوں کا لٹریچر اگر سرکشی اور تمرد کے حق میں توپ اور گولہ ہے تو طلب حق کے اضطراب سے تڑپنے والوں کے لئے صندل و کافور ہے۔ کاش اس کی تاثیر کی آزمائش کی جائے اور اسے عیسائی آبادی کی زبانوں میں منتقل کر کے کثرت سے شائع کیا جائے کیونکہ ترقیٔ علم و حکمت کے ساتھ مذہب وہاں وبال دوش ہوا جاتا ہے اور دنیا طلبی کے انہماک نے وہاں روح کی تشنگی غیر محسوس بنا رکھی ہے۔ اس لئے کہ عیسائیت اس فطرتی جذبہ کو جو دنیوی حشمت کے بوجھ میں دب گیا ہے ابھارنے سے بالکل قاصر ہے۔ یہ فخر اسلام کا ہی حصہ ہے کہ اس حالت میں بھی وہاں جب کبھی اس کی تجلی عکس فگن ہوتی ہے وجدان بے تاب ہونے لگتے ہیں۔

غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرضِ مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعار قومی کا عنوان نظر آئے، قائم رہے گا۔

اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت انجام دی ہے۔ مرزا صاحب اور مولوی محمد قاسم صاحب نے اس وقت سے کہ سوامی دیانند نے اسلام کے متعلق اپنی دماغی فلسفی کی نوحہ خوانی جابجا آغاز کی تھی ان کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ ان حضرات نے عمر بھر سوامی جی کا قافیہ تنگ کر رکھا۔ جب وہ اجمیر میں آگ کے حوالے کر دئے گئے اس وقت سے اخیر عمر تک برابر مرزا صاحب آریہ سماج کے چہرہ سے انیسویں صدی کے ہندو ریفارمر کا چڑھایا ہوا ملمّع اتارنے میں مصروف رہے۔ ان کی آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعوے پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جاسکیں۔

فطرتی ذہانت، مشق و مہارت اور مسلسل بحث و مباحثہ کی عادت نے مرزا صاحب میں ایک شانِ خاص پیدا کر دی تھی۔ اپنے مذہب کے علاوہ مذاہبِ غیر پر ان کی نظر نہایت وسیع تھی اور وہ اپنی ان معلومات کا نہایت سلیقہ سے استعمال کر سکتے تھے۔ تبلیغ و تلقین کا یہ ملکہ ان میں پیدا ہو گیا تھا کہ مخاطب کسی قابلیت یا کسی مشرب و ملت کا ہو ان کے برجستہ جواب سے ایک دفعہ ضرور گہرے فکر میں پڑ جاتا تھا۔ ہندوستان آج مذاہب کا عجائبات خانہ ہے اور جس کثرت سے چھوٹے بڑے مذاہب یہاں موجود ہیں اور باہمی کشمکش سے اپنی موجودگی کا اعلان کرتے رہتے ہیں اسکی نظیر غالباً دنیا میں کسی جگہ سے نہیں مل سکتی۔ مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں ان سب کے لئے حَکم و عدَل ہوں لیکن اس میں کلام نہیں کہ ان مختلف مذاہب کے مقابل پر اسلام کو نمایاں کر دینے کی ان میں مخصوص قابلیت تھی۔ اور یہ نتیجہ تھی ان کی فطری استعداد کا۔ ذوقِ مطالعہ اور کثرت مشق کا آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذاہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔ فقط''۔

دوسرا مقالہ

''اگرچہ مرزا صاحب نے علوم مروجہ اور دینیات کی باقاعدہ تعلیم نہیں پائی مگر ان کی زندگی اور زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص فطرت لے کر پیدا ہوئے تھے جو ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے اپنے مطالعہ اور فطرتِ سلیمہ کی مدد سے مذہبی لٹریچر پر کافی عبور حاصل کیا۔ اور ۱۸۷۷ء کے قریب جبکہ ان کی ۳۵۔۳۶ سال کی عمر تھی ہم ان کو غیر معمولی مذہبی جوش میں سرشار پاتے ہیں۔ وہ ایک سچے اور پاکباز مسلمان کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کا دل دنیوی کششوں سے غیر متاثر ہے۔ وہ خلوت میں انجمن اور انجمن میں خلوت کا لطف اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ ہم اسے بے چین پاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں ہے جس کا پتہ فانی دنیا میں نہیں ملتا۔ اسلام اپنے گہرے رنگ کے ساتھ اس پر چھایا ہوا ہے۔ کبھی وہ آریوں سے مباحثے کرتا ہے کبھی حمایت اور حقیقتِ اسلام میں وہ بسیط کتابیں لکھتا ہے۔ ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور جو مباحثات انہوں نے کئے ان کا لطف اب تک دلوں سے محو نہیں ہوا۔

......غیر مذاہب کی تردید میں اور اسلام کی حمایت میں جو نادر کتابیں انہوں نے تصنیف کی تھیں ان کے مطالعہ سے جو وجد پیدا ہوا وہ اب تک نہیں اترا ہے۔ ان کی کتاب براہینِ احمدیہ نے غیر مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور اسلامیوں کے دل بڑھا دیئے اور مذہب کی پیاری تصویر کو ان آلائشوں اور گرد و غبار سے صاف کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جو

باقی صفحہ نمبر13پر ملاحظہ فرمائیں